سنتِ نبی(ص) اور امیرِ معاویہ.... دینِ اسلام ایک کامل دین

ہے(سورہ مائدہ) اس میں کمی بیشی کرنا گویا اللہ تعالیٰ پر عیب لگانا ہے کہ دین میں یہ بات اسطرح ہونی چاھیئے تھی مگر اللہ کو اسکا علم نہیں تھا..یا پھر اللہ کو تو علم تھا اور اسنے نبی(ص) کو بتایا تھا لیکن معازاللہ نبی(ص) نے امت تک یہ پیغام نہیں پہنچایا.. اسی گمراھی سے بچانے کیلیئے نبی(ص) نے امت کو آگاہ کیا کہ بدعات سے دامن کو بچانا کیونکہ یہ گمراھی ہے اور اسکا انجام جہنم ہے. اس بدعت پر اس انداز میں وعید فرمائی.کہ اس بدعت کے مرتکب اگر میرے صحابہ بھی ہونگے تو حوض پر وہ مجھ سے جدا کر دیئے جائینگے اور وہ میری شفاعت سے محروم ہونگے.علمِ کلام میں بدعت کے موضوع پر مفصل گفتگو موجود ہے اور اسی عنوان کے تحت ایکدوسرے کو مسلمان گمراہ و جہنم کا ایندھن قرار دیتے ہیں. دیکھا جائے تو اذان سے قبل درودِ پاک پڑھنے میں ظاھراً کوئی قباحت نہیں ہے لیکن اس کے جواز پر صحیح السند حدیث کا مطالبہ کیا جاتا ہے.اور حدیث کی عدم فراھمی پر درود پڑھنے والے کو بدعتی و جہنمی قرار دیا جاتا ہے.اس سے معلوم ہوا کہ دین میں بدعت کی کوئی گنجائش نہیں ہے.بس دینِ خالص وہی ہے جو اللہ کے قرآن میں ہے اور نبی(ص) کے فرمان میں ہے..

اذان کی بدعت...

اب ہم صحیح احادیث میں دیکھتے ہیں کہ عیدین کی نماز میں اذان نہیں تھی.نبی(ص) اور خلفاء کے ادوار میں بھی اذان نہیں تھی.اور یہ نماز سال میں دو مرتبہ نبی(ص) ادا فرماتے تھے اور فرادیٰ نہیں بلکہ باجماعت ادا فرماتے تھے.لہذا اسکے احکامات کسی سے پوشیدہ نہیں تھے. مگر ہم دیکھتے ہیں کہ مصنف ابنِ

ابی شیبہ میں روایت موجود ہے کہ امیرِ معاویہ نے سب سے پہلے نمازِ عید میں اذان شروع کی.اور اسکی سند محقق نے صحیح تسلیم کی ہے.پھرامام ابنِ حجر عسقلانی و امام قسطلانی و امام زرقانی و مبارکپوری و امام شوکانی نے بھی اس سند کو صحیح قرار دیا ہے.اور امام شافعی نے صراحت فرمائی ہے کہ اس ایجاد کا سہرا امیرِ معاویہ کے سر ہے.اب وہ علمائے کرام جو اذان سے قبل درود کو دین میں برداشت نہیں کرتے وہ اس اذانِ عید کو کیسے برداشت کر گئے.جس شریعت نے ہمیں اس فعل کی اجازت نہیں دی کہ جو صحیح السند حدیث میں موجود نہ ہو تو پھر امیرِ معاویہ کو کس شریعت نے اجازت دی کہ وہ ایسا فعل ایجاد فرمائیں کہ جس کے حق میں ایک بھی صحیح السند حدیث موجود نہیں ہے بلکہ اس فعل کے رد میں صحیح الاسناد احادیث کتبِ ستہ میں ہی موجود ہیں.گویا امیرِ معاویہ نے دو کام انجام دیئے ...ایک تو انھوں نے سنتِ نبی(ص) کو ترک کیا اور دوسرا یہ کہ بدعت ایجاد فرمائی..اب ہمیں بتایا جائے کہ انھوں نے کس اختیار کو استعمال کرتے ہوئے ایسا کیا......

سُنن نسائی
مترجم

جلد سوم

كتاب السهو ـــــ كتاب الجنائز_أحاديث: 1180ـــ 2091

تالیف

امام ابو عبدالرحمٰن احمد بن شعیب النسائی رحمہ اللہ

ترجمہ و فوائد

فضیلۃ الشیخ حافظ محمد امین حفظہ اللہ

تحقیق و تخریج

حافظ ابو طاہر زبیر علی زئی حفظہ اللہ

نظر ثانی، تصحیح و تنقیح اور اضافات

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ

دار العلم ممبئی

(المعجم ٢٢) - كَيْفَ الْخُطْبَةُ
(التحفة ٦٧٣)

باب:۲۲-خطبہ کیسے شروع کیا جائے؟

◀◀ وهو في الموطأ (رواية ابن القاسم)، ح:١٣، والكبرٰى، ح:١٧٨٠، وأخرجه البخاري، ح:٩٣٤، ومسلم، ح:٨٥١ وغيرهما من طريق عقيل بن خالد عن الزهري به، وصرح بالسماع.

١٥٧٩- أَخْبَرَنَا عُتْبَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُولُ فِي خُطْبَتِهِ يَحْمَدُ اللهَ وَيُثْنِي عَلَيْهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ يَقُولُ: «مَنْ يَهْدِهِ اللهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ، إِنَّ أَصْدَقَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللهِ وَأَحْسَنَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ، وَشَرُّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ» ثُمَّ يَقُولُ: «بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ» وَكَانَ إِذَا ذَكَرَ السَّاعَةَ احْمَرَّتْ وَجْنَتَاهُ وَعَلَا صَوْتُهُ وَاشْتَدَّ غَضَبُهُ كَأَنَّهُ نَذِيرُ جَيْشٍ يَقُولُ: صَبَّحَكُمْ مَسَّاكُمْ [ثُمَّ قَالَ:] «مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِأَهْلِهِ وَمَنْ تَرَكَ دَيْنًا أَوْ ضِيَاعًا فَإِلَيَّ أَوْ عَلَيَّ وَأَنَا أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ».

۱۵۷۹- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنا خطبہ یوں شروع فرماتے کہ پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان فرماتے جو اللہ تعالیٰ کی شان گرامی کے لائق ہے' پھر فرماتے: ''جسے اللہ تعالیٰ راہ راست پر لے آئے' اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جسے اللہ تعالیٰ گمراہ کر دے' اسے کوئی راہ راست پر لانے والا نہیں۔ بلاشبہ سب سے زیادہ سچی بات اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور بہترین طریقہ محمد (ﷺ) کا طریقہ ہے۔ اور بدترین کام وہ ہیں جنھیں (شریعت میں) اپنی طرف سے جاری کیا گیا۔ ہر ایسا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی آگ میں لے جائے گی۔'' پھر آپ فرماتے: ''مجھے اور قیامت کو ان دو انگلیوں (انگشت شہادت اور ساتھ والی) کی طرح (ملا کر) بھیجا گیا ہے۔ آپ جب قیامت کا ذکر فرماتے تو آپ کے رخسار مبارک سرخ ہو جاتے' آواز بلند ہو جاتی اور غصے کے آثار چہرے پر نمایاں ہو جاتے۔ یوں لگتا جیسے آپ کسی لشکر سے ڈرا رہے ہیں (یعنی اس کے حملے کی خبر دے رہے ہیں) کہ تم پر صبح حملہ کر دے گا یا شام کو۔ (پھر فرماتے:) ''جو شخص مال چھوڑ جائے' وہ تو اس کے رشتے داروں کو ملے گا اور جو آدمی قرض یا چھوٹے چھوٹے بچے (جن کے ضائع ہونے کا خطرہ ہے) چھوڑ جائے تو وہ میرے سپرد ہوں گے اور ان کے اخراجات اور قرض وغیرہ کی ادائیگی میرے ذمے ہو گی کیونکہ

١٥٧٩ـ أخرجه مسلم، الجمعة، باب تخفيف الصلاة والخطبة، ح:٨٦٧/ ٤٥ من حديث سفيان الثوري به، وهو في الكبرٰى، ح:١٧٨٦.

سلسلہ
احادیث صحیحہ (اردو)

تحقیق:
فضیلۃ الشیخ محمد ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ وتبویب و فوائد
استاذ الحدیث ابو الحسن عبد المنان راسخ حفظہ اللہ
استاذ العلماء ابو میمون محفوظ احمد اعوان حفظہ اللہ

مکتبہ قدوسیہ

تخریج: الصحيحة ۱۷۶۰۔ ابن ماجه (۴۲۴۱)' ابو يعلى (۱۷۹٦)' ابن حبان (۳۵۷)۔

فوائد: تھوڑی عبادت جو پابندی کے ساتھ کی جائے' اُس زیادہ عبادت سے بہتر ہے جو ایک مرتبہ کرنے کے بعد آدمی اُس سے کنارہ کش ہو جائے۔ عبادت میں میانہ روی بہت ضروری ہے۔ جب آدمی اپنے آپ پر سختی کرتا ہے تو بالآخر وہ بہت جلد تھک جاتا ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کے اجر وثواب والے خزانوں میں کبھی بھی کوئی کمی نہیں آتی۔

باب: شدة الوعيد باحداث البدعة

بدعات کے پیدا کرنے پر شدید ترین وعید کا بیان

٢٤٦٠ ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعاً: ((تَرِدُ عَلَيَّ أُمَّتِي الْحَوْضَ، وَأَنَا أَذُوْدُ النَّاسَ عَنْهُ: كَمَا يَذُوْدُ الرَّجُلُ إِبِلَ الرَّجُلِ عَنْ إِبِلِهِ، قَالُوْا: يَانَبِيَ اللّٰهِ أَتَعْرِفُنَا؟ قَالَ: نَعَمْ، لَكُمْ سِيْمَا لَيْسَتْ لِأَحَدٍ غَيْرِكُمْ تَرِدُوْنَ عَلَيَّ غُرًّا مُحَجَّلِيْنَ مِنْ آثَارِ الْوُضُوْءِ. وَلَيُصَدَّنَّ عَنِّي طَائِفَةٌ مِنْكُمْ، فَلَايَصِلُوْنَ، فَأَقُوْلُ: يَارَبِّ ! هٰؤُلَاءِ مِنْ أَصْحَابِي؟ فَيُجِيْبُنِي مَلَكٌ فَيَقُوْلُ: وَهَلْ تَدْرِي مَاأَحْدَثُوْا بَعْدَكَ؟!)) [الصحيحة:٢٩٥٢]

ابو ہریرہؓ سے مرفوعاً روایت ہے: (نبی ﷺ نے فرمایا) تم میرے پاس حوض پر آؤ گے اور میں لوگوں کو اس سے ہٹاؤں گا جیسے کوئی آدمی کسی آدمی کے اونٹ کو اپنے اونٹوں سے دور کرتا ہے۔ انہوں نے کہا: اے اللہ کے نبیؐ آپ ہمیں پہچان لیں گے؟ فرمایا: ہاں' تمہاری دوسروں سے ہٹ کر ایک نشانی ہوگی تم میرے پاس وضوء والے چمکتے اعضاء کے ساتھ آؤ گے اور تمہارا ایک گروہ مجھ سے روک لیا جائے گا وہ پہنچ نہیں سکیں گے' میں کہوں گا: اے رب! یہ میرے ساتھی ہیں؟ فرشتہ جواب دے گا کہے گا آپ کو نہیں پتہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا بدعات کی ہیں۔

تخریج: الصحيحة ۲۹۵۲۔ مسلم (۲۴۷)' ابو عوانة (۱/ ۱۳۷)' احمد (۲/ ۳۰۰'۴۰۸)' بخاری (۲۳٦۷) مختصراً۔

باب: تعلم لغة الاجانب و كتابتهم

غیر ملکی زبانیں سیکھنا اور ان کے ساتھ خط وکتابت کا بیان

٢٤٦١ ـ عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ : لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَدِيْنَةَ، أُتِيَ بِي إِلَيْهِ، فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ، فَقَالَ لِي: ((تَعَلَّمْ كِتَابَ الْيَهُوْدِ، فَإِنِّي لَاآمَنُهُمْ عَلٰى كِتَابِنَا)) قَالَ: فَمَا مَرَّبِي خَمْسَ عَشْرَةَ، حَتّٰى تَعَلَّمْتُهُ، فَكُنْتُ أَكْتُبُ لِلنَّبِيِّ ﷺ وَأَقْرَأُ كُتُبَهُمْ إِلَيْهِ))۔ [الصحيحة:١٨٧]

خارجہ بن زید سے روایت ہے' وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا: جب نبی ﷺ مدینہ آئے تو مجھے آپ کے پاس لایا گیا، میں نے آپ پر قرأت کی تو آپ نے میرے لیے فرمایا: یہود کی کتاب سیکھو' میں اُن کو اپنی کتاب پر امن والا نہیں پاتا، انہوں نے کہا: پندرہ دن بھی نہ گزرے میں نے یہود کی کتاب سیکھ لی۔ میں نبی کریم ﷺ کا کاتب بھی اور اُن کی کتابیں بھی آپ پڑھتا تھا۔

تخریج: الصحيحة ۱۸۷۔ ابو داؤد (۳٦۴۵)' ترمذی (۲۷۱۵)' احمد (۵/ ۱۸٦)' حاكم (۱/ ۷۵)۔

فوائد: گمراہ اور دین سے منحرف لوگ جو دین اسلام سے ہٹ کر دعوت دیں' ان کے لٹریچر کا مطالعہ کرنا درست نہیں جیسا کہ

ما آتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا

صحیح بخاری

جلد دوم

امیر المومنین فی الحدیث سید الفقہاء

حضرت الامام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ وتشریح

حضرت مولانا محمد داؤد راز رحمۃ اللہ علیہ

نظر ثانی

حضرت العلام مولانا عبدالسلام بستوی رحمہ اللہ

حضرت العلام مولانا ابو محمد عبدالجبار سلفی رحمہ اللہ

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

٧- بَابُ الْمَشْيِ وَالرُّكُوبِ إِلَى الْعِيْدِ وَالصَّلاَةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ وَبِغَيْرِ أَذَانٍ وَلاَ إِقَامَةٍ

باب نماز عید کے لئے پیدل یا سوار ہو کر جانا اور نماز کا خطبہ سے پہلے اذان اور اقامت کے بغیر ہونا

٩٥٧ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَنَسٌ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ ((أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي فِي الأَضْحَى وَالْفِطْرِ، ثُمَّ يَخْطُبُ بَعْدَ الصَّلاَةِ)). [طرفه في: ٩٦٣].

(۹۵۷) ہم سے ابراہیم بن منذر حزامی نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ ہم سے انس بن عیاض نے بیان کیا' انہوں نے عبیداللہ بن عمر سے بیان کیا' ان سے نافع نے' ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم عیدالاضحیٰ یا عیدالفطر کی نماز پہلے پڑھتے اور خطبہ نماز کے بعد دیتے تھے۔

تشریح: باب کی حدیثوں میں سے نہیں نکلتا کہ عید کی نماز کے لئے سواری پر جانا یا پیدل جانا مگر امام بخاریؒ نے سواری پر جانے کی ممانعت مذکور نہ ہونے سے یہ نکالا کہ سواری پر بھی جانا منع نہیں ہے گو پیدل جانا افضل ہے۔ شافعی نے کہا ہمیں زہری سے پہنچا کہ آنحضرت ﷺ عید میں یا جنازے میں کبھی سوار ہو کر نہیں گئے اور ترمذی نے حضرت علی سے نکالا کہ عید کی نماز کے لئے پیدل جانا سنت ہے (وحیدی)

اس باب کی روایات میں نہ پیدل چلنے کا ذکر ہے نہ سواری پر چلنے کی ممانعت ہے جس سے امام بخاریؒ نے اشارہ فرمایا کہ ہر دو طرح سے عیدگاہ جانا درست ہے' اگرچہ پیدل چلنا سنت ہے اور اسی میں زیادہ ثواب ہے کیونکہ زمین پر جس قدر بھی نقش قدم ہوں گے ہر قدم کے بدلے دس دس نیکیوں کا ثواب ملے گا لیکن اگر کوئی معذور ہو یا عیدگاہ دور ہو تو سواری کا استعمال بھی جائز ہے۔ بعض شارحین نے آنحضرت ﷺ کے بلال رضی اللہ عنہ پر تکیہ لگانے سے سواری کا جواز ثابت کیا ہے۔ واللہ اعلم

٩٥٨ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوسَى قَالَ: أَخْبَرَنَا هِشَامٌ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُولُ: ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ يَوْمَ الْفِطْرِ فَبَدَأَ بِالصَّلاَةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ)).
[طرفاه في: ٩٦١، ٩٧٨].

(۹۵۸) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا' کہا کہ ہمیں ہشام نے خبر دی کہ ابن جریج نے انہیں خبر دی' انہوں نے کہا کہ مجھے عطاء بن ابی رباح نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے خبر دی کہ آپ کو میں نے یہ کہتے ہوئے سنا کہ نبی کریم ﷺ عیدالفطر کے دن عیدگاہ تشریف لے گئے اور پہلے نماز پڑھی پھر خطبہ سنایا۔

٩٥٩- قَالَ: وَأَخْبَرَنِي عَطَاءٌ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَرْسَلَ إِلَى ابْنِ الزُّبَيْرِ فِي أَوَّلِ مَا

(۹۵۹) پھر ابن جریج نے کہا کہ مجھے عطاء نے خبر دی کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے پاس ایک شخص کو اس زمانہ میں بھیجا جب

بُويِعَ لَهُ: أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ يُؤَذَّنُ بِالصَّلاَةِ يَوْمَ الْفِطْرِ، وَإِنَّمَا الْخُطْبَةُ بَعْدَ الصَّلاَةِ.

(شروع شروع ان کی خلافت کا زمانہ تھا آپ نے کہلایا کہ) عیدالفطر کی نماز کے لئے اذان نہیں دی جاتی تھی اور خطبہ نماز کے بعد ہوتا تھا۔

٩٦٠ - وَأَخْبَرَنِي عَطَاءٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالاَ: لَمْ يَكُنْ يُؤَذَّنُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَلاَ يَوْمَ الأَضْحَى.

(۹۶۰) اور مجھے عطاء نے ابن عباس اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم کے واسطہ سے خبر دی کہ عیدالفطر یا عیدالاضحیٰ کی نماز کے لئے نبی کریم ﷺ اور خلفائے راشدین کے عہد میں اذان نہیں دی جاتی تھی۔

٩٦١ - وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ ((إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَامَ فَبَدَأَ بِالصَّلاَةِ ثُمَّ خَطَبَ النَّاسَ بَعْدُ، فَلَمَّا فَرَغَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ نَزَلَ فَأَتَى النِّسَاءَ فَذَكَّرَهُنَّ وَهُوَ يَتَوَكَّأُ عَلَى يَدِ بِلاَلٍ، وَبِلاَلٌ بَاسِطٌ ثَوْبَهُ يُلْقِي فِيْهِ النِّسَاءُ صَدَقَةً)) قَالَ: قُلْتُ لِعَطَاءٍ: أَتَرَى حَقًّا عَلَى الإِمَامِ الآنَ أَنْ يَأْتِيَ النِّسَاءَ فَيُذَكِّرَهُنَّ حِيْنَ يَفْرُغُ؟ قَالَ: إِنَّ ذَلِكَ لَحَقٌّ عَلَيْهِمْ، وَمَا لَهُمْ أَنْ لاَ يَفْعَلُوا؟. [راجع: ٩٥٨]

(۹۶۱) اور جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ (عید کے دن) نبی کریم ﷺ کھڑے ہوئے' پہلے آپ نے نماز پڑھی پھر خطبہ دیا' اس سے فارغ ہو کر آپ ﷺ عورتوں کی طرف گئے اور انہیں نصیحت کی۔ آپ بلال رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کا سہارا لئے ہوئے تھے اور بلالؓ نے اپنا کپڑا پھیلا رکھا تھا' عورتیں اس میں خیرات ڈال رہی تھیں۔ میں نے اس پر عطاء سے پوچھا کہ کیا اس زمانہ میں بھی آپ امام پر یہ حق سمجھتے ہیں کہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد وہ عورتوں کے پاس آ کر انہیں نصیحت کرے۔ انہوں نے فرمایا کہ بے شک یہ ان پر حق ہے اور سبب کیا جو وہ ایسا نہ کریں۔

المصنف لابن أبي شيبة

الإمام أبي بكر عبد الله بن محمد بن أبي شيبة العبسي الكوفي

المولود سنة ١٥٩ هـ - والمتوفى سنة ٢٣٥ هـ

تقديم معالي الشيخ

ناصر بن عبد العزيز أبو حبيب الشثري

تحقيق

أ.د. سعد بن ناصر بن عبد العزيز أبو حبيب الشثري

المجلد الرابع

تتمة سجود السهو والعمل في الصلاة، كتاب الجمعة،

كتاب صلاة التطوع والإمامة

(٤٧٩٩ - ٧٢٢٢)

دار كنوز إشبيليا

للنشر والتوزيع

٥٧٨٢- **حدثنا** يحيى بن سعيد عن ابن جريج عن عطاء أن ابن[١] الزبير سأل ابن عباس قال: وكان الذي بينهما حسن فقال: لا تؤذن ولا تقم فلما ساء الذي بينهما أذن وأقام[٢].

٥٧٨٣- **حدثنا** الثقفي عن أيوب عن محمد قال: الأذان في العيد محدث.

٥٧٨٤- **حدثنا** وكيع عن هشام عن قتادة عن ابن المسيب قال: أول من أحدث الأذان في (العيد)[٣] معاوية[٤].

٥٧٨٥- **حدثنا** سلام (أبو)[٥] الأحوص عن مغيرة عن إبراهيم قال: لا آذان ولا إقامة في العيدين ولا قراءة خلف الإمام.

٥٧٨٦- **حدثنا** مروان بن معاوية عن عيسى بن المغيرة قال: قلت لأبي وائل كانوا يؤذنون[٦] في الأضحى والفطر قال: لا.

٥٧٨٧- **حدثنا** وكيع عن إسرائيل عن جابر عن عامر والحكم قالا: الأذان يوم الأضحى والفطر بدعة.

٥٧٨٨- **حدثنا** ابن إدريس عن حصين قال: أول من أذن في العيد زياد.

٥٧٨٩- **حدثنا** عبيد الله بن موسى قال: (أخبرنا)[٧] زكريا عن رجل عن

---

(١) في [هـ] زيادة: (أبي).

(٢) منقطع حكماً؛ ابن جريج مدلس.

(٣) في [هـ]: (العيدين).

(٤) صحيح.

(٥) في [أ، ط، هـ]: (عن أبي).

(٦) في [أ، جـ]: (يؤذن).

(٧) في [جـ]: (أنا).

فتح الباري

بشرح

صحيح البخاري

للإمام الحافظ أحمد بن علي بن حجر العسقلاني

"٧٧٣-٨٥٢ هـ"

طبعة مزيدة بفهرس أبجدي بأسماء كتب صحيح البخاري

قرأ أصله تصحيحاً وتحقيقاً
وأشرف على مقابلة نسخه المطبوعة والمخطوطة
عبد العزيز بن عبد الله بن باز
الأستاذ بكلية الشريعة بالرياض

رقم كتبه وأبوابه وأحاديثه
محمد فؤاد عبد الباقي

قام بإخراجه وصححه وأشرف على طبعه
محب الدين الخطيب

الجزء الثاني

دار المعرفة
بيروت - لبنان

كرهت له ذلك . واختلف في أول من أحدث الأذان فيهما أيضا فروى ابن أبي شيبة باسناد صحيح عن سعيد بن المسيب أنه معاوية ، وروى الشافعي عن الثقة عن الزهري مثله وزاد : فأخذ به الحجاج حين أمر على المدينة . وروى ابن المنذر عن حصين بن عبد الرحمن قال : أول من أحدثه زياد بالبصرة . وقال الداودي : أول من أحدثه مروان . وكل هذا لا ينافي أن معاوية أحدثه كما تقدم في البداءة بالخطبة . وقال ابن حبيب : أول من أحدثه هشام . وروى ابن المنذر عن أبي قلابة قال : أول من أحدثه عبد الله بن الزبير . وقد وقع في حديث الباب أن ابن عباس أخبره أنه لم يكن يؤذن لها ، لكن في رواية يحيى القطان أنه لما ساء ما بينهما أذن - يعني ابن الزبير - وأقام . وقوله يؤذن بفتح الذال على البناء للمجهول والضمير ضمير الشأن ، وهشام المذكور في الإسناد الثاني هو ابن يوسف الصنعاني **قوله** (قال وأخبرني عطاء) القائل هو ابن جريج في الموضعين وهو معطوف على الاسناد المذكور ، وكذا قوله « وعن جابر بن عبد الله » معطوف أيضا ، والمراد بقوله لم يكن يؤذن ، أي في زمن النبي ﷺ ، وهو مصير من البخاري إلى أن لهذه الصيغة حكم الرفع . **قوله** (أول ما بويع له) أي لابن الزبير بالخلافة ، وكان ذلك في سنة أربع وستين عقب موت يزيد بن معاوية . وقوله « وإنما الخطبة بعد الصلاة » كذا للأكثر وهو الصواب ، وفي رواية المستملي « وأما » بدل وإنما ، وهو تصحيف . وسيأتي الكلام على بقية فوائد حديث جابر بعد عشرة أبواب إن شاء الله تعالى

٨ — بابُ الخطبةِ بعدَ العيد

٩٦٢ — **حدثنا** أبو عاصمٍ قال أخبرَنا ابنُ جُرَيجٍ قال أخبرَني الحَسنُ بنُ مُسلمٍ عن طاوُسٍ عن ابنِ عبّاسٍ قال « شَهِدتُ العيدَ مَعَ رسولِ اللهِ ﷺ وأبي بكرٍ وعمرَ وعثمانَ رضيَ اللهُ عنهم ، فكلُّهم كانوا يُصلُّونَ قبلَ الخطبةِ »

٩٦٣ — **حدثنا** يعقوبُ بنُ إبراهيمَ قال حدَّثَنا أبو أسامةَ قال حدَّثَنا عُبيدُ اللهِ عن نافعٍ عن ابنِ عمرَ قال « كان رسولُ اللهِ ﷺ وأبو بكرٍ وعمرُ رضيَ اللهُ عنهما يُصلُّونَ العيدَينِ قبلَ الخطبةِ »

٩٦٤ — **حدثنا** سُليمانُ بنُ حربٍ قال حدَّثَنا شعبةُ عن عَدِيِّ بنِ ثابتٍ عن سعيدِ بنِ جُبَيرٍ عن ابنِ عبّاسٍ « أنَّ النبيَّ ﷺ صلّى يومَ الفِطرِ ركعتينِ لم يُصلِّ قبلَها ولا بعدَها . ثم أتى النساءَ ومعهُ بلالٌ ، فأمرَهنَّ بالصدَقةِ ، فجعلنَ يُلقينَ ، تُلقي المرأةُ خُرصَها وَسِخابَها »

٩٦٥ — **حدثنا** آدمُ قال حدَّثَنا شُعبةُ قال حدَّثَنا زُبَيدٌ قال سمعتُ الشَّعبيَّ عنِ البَراءِ بنِ عازبٍ قال : قال النبيُّ ﷺ « إنَّ أوّلَ ما نبدأُ في يومِنا هذا أن نُصلِّيَ ثمَّ نَرجِعَ فَنَنحرَ . فمن فعلَ ذلكَ فقد أصابَ سُنَّتَنا ، وَمَن نَحرَ قبلَ الصلاةِ فإنّما هوَ لحمٌ قدَّمَهُ لأهلِهِ ، ليسَ منَ النُّسكِ في شيء . فقال رجلٌ منَ الأنصارِ يقالُ له أبو بُردةَ ابنُ نِيارٍ : يا رسولَ اللهِ ذَبحتُ وعندي جَذَعةٌ خيرٌ من مُسِنَّةٍ . فقال : اجعلهُ مكانَهُ ولن تُوفيَ - أو تَجزِيَ - عن أحدٍ بعدَكَ »

شرح القسطلاني = إرشاد الساري لشرح صحيح البخاري

ابحث في الكتاب:

-[إرْشَادُ السَّارِي لِشرح صَحِيح البخَاري]

المؤلف: أحمد بن محمد بن أبى بكر بن عبد الملك القسطلاني القتيبي المصري، أبو العباس، شهاب الدين (المتوفى: 923هـ)

الناشر: المطبعة الكبرى الأميرية، مصر

الطبعة: السابعة، 1323 هـ

عدد الأجزاء: 10

[ترقيم الكتاب موافق للمطبوع]

تجد بهذا الكتاب الإلكتروني - وليس في المطبوع -:

- نص الصحيح، موزعا على مواضعه من الشرح، ومشكولا
- ترقيم الكتب والأبواب والأحاديث، بترقيم محمد فؤاد عبد الباقي
- أطراف الأحاديث (عند أول ورود للحديث)

[جزء / صفحة] [الرقم]

شرح القسطلاني = إرشاد الساري لشرح صحيح البخاري

في زمنه عليه الصلاة والسلام.

وفي رواية يحيى القطان، عن ابن جريج، عن عطاء عن ابن عباس، قال لابن الزبير: لا تؤذن لها، ولا تقم. أخرجه ابن أبي شيبة.

ولمسلم، عن عطاء عن جابر: فبدأ بالصلاة قبل الخطبة بغير أذان ولا إقامة.

وعنده أيضًا من طريق عبد الرزاق، عن ابن جريج، عن عطاء، عن جابر قال: لا أذان للصلاة يوم العيد ولا إقامة ولا شيء.

واستدلّ المالكية والجمهور بقوله: ولا إقامة ولا شيء، أنه لا يقال قبلها: الصلاة جامعة، ولا: الصلاة.

واحتج الشافعية على استحباب قوله، بما روى الشافعي عن الثقة عن الزهري، قال: كان رسول الله -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- يأمر المؤذن في العيدين فيقول: الصلاة جامعة. وهذا مرسل يعضده القياس على صلاة الكسوف لثبوته فيها، كما سيأتي إن شاء الله تعالى.

فلنتوق ألفاظ الأذان كلها، أو بعضها، فلو أذن أو أقام، كره له كما نص عليه في الأم.

وأول من أحدث الأذان فيها: معاوية، رواه ابن أبي شيبة بإسناد صحيح، زاد الشافعي في روايته عن الثقة، عن الزهري، فأخذ به الحجاج حين أمّر على المدينة.

أو: زياد، بالبصرة، رواه البن المنذر، أو: مروان، قاله: الداودي، أو: هشام، قاله ابن حبيب، أو: عبد الله بن الزبير، ورواه ابن المنذر أيضًا.

تحفة الأحوذي

بشرح جامع الترمذي

للامام الحافظ أبي العلى محمد عبد الرحمن بن عبد الرحيم المباركفوري

١٢٨٣ هـ — ١٣٥٣ هـ

أشرف على مراجعة أصوله وتصحيحه

عبد الوهاب عبد اللطيف

الأستاذ بكلية الشريعة بجامعة الأزهر

الجزء الثالث

دار الفكر

للطباعة والنشر والتوزيع

والعملُ عليه عندَ أهلِ العلمِ من أصحابِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم وغيرِهِم أن لا يؤذَّنَ لصلاةِ العيدَيْنِ ولا لشيءٍ من النَّوافِلِ .

٣٨٠ — بابُ القِراءةَ فى العيدَينِ

٥٣١ — حدثنا قُتَيْبَةُ أخبرنا أبو عَوَانَةَ عن إبراهيمَ بن محمدِ بن المنتَشِر عن أبيه عن حَبِيبِ بن سالمٍ عن النعمانِ بن بَشيرٍ قال : كان النبيُّ صلى الله عليه وسلم يقرأُ فى العيدَينِ وفى الجمعةِ بسبِّح اسمَ رَبِّكَ الأعلىَ وهل أتاك حَديثُ الغَاشِيَةِ ، وربما اجْتَمعَا فى يومٍ واحدٍ فَيَقْرَأُ بهمَا .

قوله (والعمل عليه عند أهل العلم من أصحاب النبى صلى الله عليه وسلم وغيرهم أن لا يؤذن لصلاة العيدين ولا لشىء من النوافل) قال الحافظ العراقى : وعليه عمل العلماء كافة . وقال ابن قدامة فى المغنى : ولا نعلم فى هذا خلافاً ممن يعتد بخلافه إلا أنه روى عن ابن الزبير أنه أذن وأقام قال وقيل إن أول من أذن فى العيدين زياد انتهى . وروى ابن أبى شيبة فى المصنف بإسناد صحيح عن ابن المسيب قال : أول من أحدث الأذان فى العيد معاوية . وقد زعم ابن العربى أنه رواه عن معاوية من لا يوثق به .

باب القراءة فى العيدين

قوله (أخبرنا أبو عوانة) اسمه وضاح بتشديد المعجمة ثم مهملة ابن عبد الله اليشكرى الواسطى مشهور بكنيته ثقة ثبت من رجال السنة (عن إبراهيم بن محمد ابن المنتشر) الأجدع الهمدانى الكوفى ثقة من رجال السنة .

قوله (وربما اجتمعا) أى العيد والجمعة (فيقرأ بهما) أى بسبح اسم ربك وهل أتاك . والحديث يدل على استحباب القراءة فى العيدين بسبح اسم ربك الأعلى والغاشية ، وإلى ذلك ذهب أحمد بن حنبل ، وذهب الشافعى إلى استحباب

شرح الزرقاني على موطأ الإمام مالك

تأليف

محمد بن عبد الباقي بن يوسف الزرقاني
المصري الأزهري المالكي
المتوفى ١١٢٢ هـ

الجزء الأول

دار الكتب العلمية
Dar Al-Kotob Al-ilmiyah
DKi
أسسها محمد علي بيضون سنة 1971 بيروت - لبنان
Est. by Mohammad Ali Baydoun 1971 Beirut - Lebanon
Établie par Mohamad Ali Baydoun 1971 Beyrouth - Liban

٤٢٨ ـ **وحدثني** عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ الله بْنَ عُمَرَ كَانَ يَغْتَسِلُ يَوْمَ الْفِطْرِ قَبْلَ أَنْ يَغْدُو إِلَى الْمُصَلَّى.

١١٢ ـ الأمر بالصلاة قبل الخطبة في العيدين

٤٢٩ ـ **حدثني** يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ كَانَ يُصَلِّي يَوْمَ الْفِطْرِ وَيَوْمَ الأَضْحَى قَبْلَ الْخُطْبَةِ.

بلا أذان ولا إقامة إسناده صحيح، وفي النسائي عن ابن عمر خرج ﷺ يوم عيد فصلى بغير أذان ولا إقامة.

(قال مالك: وتلك السنّة التي لا اختلاف فيها عندنا) بالمدينة ولا خلاف فيه بين فقهاء الأمصار قاله الباجي.

واختلف في أوّل من أحدث الأذان فيها فروى ابن أبي شيبة بسند صحيح عن سعيد بن المسيب أنه معاوية، وللشافعي عن الثقة عن الزهري مثله، وزاد: فأحدثه الحجاج حين أمّر على المدينة، ولابن المنذر عن حصين بن عبد الرحمن أوّل من أحدثه زياد بالبصرة، وقال الداودي: مروان. وكل هذا لا ينافي أنه معاوية. وقال ابن حبيب: أوّل من أحدثه هشام، وروى ابن المنذر عن أبي قلابة أوّل من أحدثه عبد الله بن الزبير، وفي البخاري أن ابن عباس أخبره أنه لم يكن يؤذن لها بالبناء للمجهول، لكن في ابن أبي شيبة أن ابن عباس قال لابن الزبير: لا تؤذن لها ولا تقم فلما ساء ما بينهما أذن وأقام أي ابن الزبير، وفي مسلم عن جابر قال: لا أذان للصلاة يوم العيد ولا إقامة ولا شيء، وبه احتج المالكية والجمهور على أنه لا يقال قبلها الصلاة جامعة ولا الصلاة.

واستدل الشافعي على استحباب قول ذلك بما رواه عن الثقة عن الزهري كان ﷺ يأمر المؤذن في العيدين فيقول: «الصلاة جامعة» وهذا مرسل يعضده القياس على صلاة الكسوف لثبوت ذلك فيها.

(مالك عن نافع أن عبد الله بن عمر كان يغتسل يوم الفطر قبل أن يغدو إلى المصلى) تابع مالكاً على روايته عن نافع موسى بن عقبة. وروى أيوب عن نافع ما رأيت ابن عمر اغتسل للعيد قط كان يبيت في المسجد ليلة الفطر ثم يغدو منه إذا صلى الصبح إلى المصلى، ويحتمل أن يفعل هذا عند اعتكافه يبين ذلك مبيته في المسجد، ورواية مالك في غير اعتكافه وإلا فرواية مالك ومن تابعه أولى وهو مستحب عند علماء المدينة وجماعة من أهل العراق والشام، وقال غيرهم: إن فعله فحسن والطيب يجزى منه قاله الباجي.

*** الأمر بالصلاة قبل الخطبة في العيدين ***

(مالك عن ابن شهاب أن رسول الله ﷺ كان يصلي يوم الفطر ويوم الأضحى قبل الخطبة)

عليه وآله وسلم صلى في يوم الأضحى بغير أذان ولا إقامة. وعن أبي رافع عند الطبراني في الكبير: أن النبي صلى الله عليه وآله وسلم كان يخرج إلى العيد ماشيا بغير أذان ولا إقامة وفي إسناده مندل، وفيه مقال قد تقدم. (وأحاديث الباب) تدل على عدم شرعية الأذان والإقامة في صلاة العيدين. قال العراقي: وعليه عمل العلماء كافة. وقال ابن قدامة في المغني: ولا نعلم في هذا خلافا ممن يعتبر خلافه، إلا أنه روي عن ابن الزبير أنه أذن وأقام، قال وقيل: إن أول من أذن في العيدين زياد انتهى. وروى ابن أبي شيبة في المصنف بإسناد صحيح عن ابن المسيب قال: أول من أحدث الاذان في العيد معاوية، وقد زعم ابن العربي أنه رواه عن معاوية من لا يوثق به. قوله: لا إقامة ولا نداء ولا شئ فيه أنه لا يقال أمام صلاة العيد شئ من الكلام، لكن روى الشافعي عن الزهري قال: كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يأمر المؤذن في العيدين فيقول: الصلاة جامعة، قال في الفتح: وهذا مرسل

الأم

تأليف الإمام أبي عبد الله

محمد بن إدريس الشافعي

١٥٠ — ٢٠٤

الجزء الأول

أشرف على طبعه وباشر تصحيحه

محمد زهري النجار

من علماء الأزهر

[تنبيه : قد جعلنا مختصر المزني آخر الكتاب تعميما للفائدة]

دار المعرفة
للطباعة والنشر
بيروت - لبنان

(قال الشافعي) وروى هذا عن ابن مسعود أو أبي مسعود وحذيفة وجابر وابن أبي أوفى وشريح وابن معقل وروى عن سهل ابن سعد وعن رافع بن خديج أنهما كانا يصليان قبل العيد وبعده أخبرنا الربيع قال أخبرنا الشافعي قال أخبرنا إبراهيم قال حدثني عبد الله بن محمد بن عقيل عن محمد بن على بن الحنفية عن أبيه قال كنا في عهد النبي صلى الله عليه وسلم يوم الفطر والأضحى لانصلي في المسجد حتى نأتي المصلى فإذا رجعنا مررنا بالمسجد فصلينا فيه

من قال لا أذان للعيدين

أخبرنا الربيع قال أخبرنا الشافعي قال أخبرنا الثقة عن الزهري أنه قال لم يؤذن للنبي صلى الله عليه وسلم ولا لأبي بكر ولا لعمر ولا لعثمان في العيدين حتى أحدث ذلك معاوية بالشام ، فأحدثه الحجاج بالمدينة حين أمر عليها وقال الزهري وكان النبي صلى الله عليه وسلم يأمر في العيدين المؤذن أن يقول الصلاة جامعة (قال الشافعي) ولا أذان إلا للمكتوبة فإنا لم نعلمه أذن لرسول الله صلى الله عليه وسلم إلا للمكتوبة وأحب أن يأمر الإمام المؤذن أن يقول في الأعياد وما جمع الناس له من الصلاة «الصلاة جامعة» أو إن الصلاة، وإن قال هلم إلىّ الصلاة لم نكرهه وإن قال حي على الصلاة فلا بأس وإن كنت أحب أن يتوقى ذلك لأنه من كلام الأذان وأحب أن يتوقى جميع كلام الأذان ، ولو أذن أو قام للعيد كرهته له ولا إعادة عليه

أن يبدأ بالصلاة قبل الخطبة

أخبرنا الربيع قال أخبرنا الشافعي قال أخبرنا سفيان عن أيوب السختياني قال سمعت عطاء بن أبي رباح يقول سمعت ابن عباس يقول أشهد على رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه صلى قبل الخطبة يوم العيد ثم خطب فرأى أنه لم يسمع النساء فأتاهن فذكرهن ووعظهن وأمرهن بالصدقة ومعه بلال قائل بثوبه هكذا فجعلت المرأة تلقى الخرص والشيء أخبرنا الربيع قال أخبرنا الشافعي قال أخبرنا إبراهيم بن محمد قال حدثني أبو بكر بن عمر بن عبد العزيز عن سالم بن عبد الله عن ابن عمر أن النبي صلى الله عليه وسلم وأبا بكر وعمر كانوا يصلون في العيدين قبل الخطبة أخبرنا الربيع قال أخبرنا الشافعي قال أخبرنا إبراهيم قال حدثني عمر بن نافع عن أبيه عن ابن عمر أن النبي صلى الله عليه وسلم وأبا بكر وعمر وعثمان يصلون في العيدين قبل الخطبة أخبرنا الربيع قال أخبرنا الشافعي قال أخبرنا إبراهيم قال أخبرنا محمد بن عجلان عن عياض بن عبد الله بن سعد بن أبي سرح أن أبا سعيد قال : أرسل إلىّ مروان وإلى رجل قد سماه فمشى بنا حتى أتى المصلى فذهب ليصعد فجبذته إلىّ فقال يا أبا سعيد ترك الذي تعلم، قال أبو سعيد فهتفت ثلاث مرات فقلت والله لا تأتون إلا شرا منه أخبرنا الربيع قال أخبرنا الشافعي قال أخبرنا إبراهيم قال حدثني داود بن الحصين عن عبدالله بن يزيد الخطمي أن النبي صلى الله عليه وسلم وأبا بكر وعمر وعثمان كانوا يبتدئون بالصلاة قبل الخطبة حتى قدم معاوية فقدم الخطبة أخبرنا الربيع قال أخبرنا الشافعي قال أخبرنا إبراهيم قال حدثني زيد بن أسلم عن عياض بن عبدالله بن سعد أن أبا سعيد الخدري قال كان النبي صلى الله عليه وسلم يصلي يوم الفطر والأضحى قبل الخطبة أخبرنا الربيع قال : أخبرنا الشافعي قال أخبرنا إبراهيم عن وهب بن كيسان قال رأيت ابن الزبير يبدأ بالصلاة قبل الخطبة ثم قال : كل سنن رسول الله صلى الله عليه وسلم قد غيرت حتى الصلاة (قال الشافعي) فبهذا نأخذ وفيه دلائل، منها أن لا بأس أن يخطب الإمام قائما على الأرض وكذلك روى أبو سعيد عن النبي صلى الله عليه وسلم ولا بأس أن يخطب الإمام على راحلته ، أخبرنا الربيع قال أخبرنا الشافعي قال أخبرنا إبراهيم قال حدثني هشام

سنت کا اقرار اور عمل سے فرار.......دینِ اسلام اللہ کا قرآن اور نبی(ص) کا فرمان ہے.نص کے مقابل اجتہاد حرام ہے. اور دینِ اسلام کے قوانین کے سامنے سر تسلیمِ خم کرنا فرض ہے.ہم ایک حدیث پیش کرتے ہیں.اسمیں امیرِ معاویہ نے قصر نماز ادا کرائی.مروان بن حکم اور ابنِ عثمان نے کہا کہ آپنے یہ عمل انجام دیکر حضرت عثمان رض کی مخالفت کی ہے اور یہ معیوب ہے کہ وہ تو مکمل چار رکعات نماز پڑھاتے ہیں.تو امیرِ معاویہ نے کہا کہ مینے نبی(ص) و شیخین کیساتھ نماز قصر ہی پڑھی ہے.لیکن اسی سے اگلی نمازِ عصر امیرِ معاویہ نے حضرت عثمان کے ساتھ موافقت کیلیئے مکمل چار رکعت ادا کی ..اس کی سند کو شعیب الارناؤط و ابنِ حجر عسقلانی نے حسن کہا ہے اور احمد الزین و امام هیثمی و ابنِ جوزی اور انکی کتاب کے محقق نے صحیح تسلیم کیا ہے..اب یہاں قابلِ توجہ بات یہ ہے کہ جب امیرِ معاویہ نبی(ص) کیساتھ قصر نماز ادا فرما چکے تھے تو اس نص کے بعد کسی اور کی اتباع جائز ہی نہ رہی.اور چونکہ شیخین کیساتھ بھی قصر نماز ادا کر چکے تھے لہذا منسوخیت کا احتمال بھی ختم ہو گیا.نص کے مقابل اجتہاد ہوتا نہیں ہے اور امیرِ معاویہ نے حضرت عثمان رض سے قصر کو مکمل ادا کرنے کی وجہ تک نہ پوچھی بس انکی مخالفت سے بچنے کیلیئے نبی(ص) کی مخالفت کر دی..اب معترض ہمیں بتائے کہ شریعت کے کس قانون کے تحت امیرِ معاویہ کا یہ فعل جائز قرار پاتا ہے..جبکہ اصحاب کا منہج یہ نہیں تھا.جب حضرت علی علیہ السلام کا اور حضرت عثمان رض کا تمتع میں اختلاف ہوا تو علی علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نبی(ص) کی سنت کو نہیں چھوڑ سکتا.(بخاری).اور حضرت عبد اللہ بن عمر رض کو جب کسی نے کہا کہ آپ کے والد حضرت عمر رض تمتع سے منع فرماتے ہیں تو انھوں نے جواباً فرمایا کہ

نبی(ص) کی اتباع مقدم ہے اور انھوں نے تمتع کیا تھا.(ترمذی).اور ایسا نہیں کہ امیرِ معاویہ کو اس نکتہ کیطرف کسی نے متوجہ نہیں کیا تھا.بلکہ سعد بن ابی وقاص(من عشرہ مبشرہ) نے اسوقت کہ جب امیرِ معاویہ نے کہا کہ تمتع وہ کریگا جسکو اللہ کا حکم معلوم نہیں.تو سعد بن ابی وقاص رض نے فرمایا یہ نبی(ص) نے کیا ہے.(نسائی).اور عبد اللہ بن عباس رض نے بھی صاف فرما دیا کہ امیرِ معاویہ تمتع سے روکتے ہیں جبکہ نبی(ص) نے تمتع کیا.(نسائی).تو قصر نماز کو امیرِ معاویہ نے بغیر کسی شرعی دلیل کے ترک کیا.اور تمتع کے معاملے میں دو اصحاب نے انھیں آگاہ بھی کیا کہ سنت کے مقابل کسی کا قول حجت نہیں ہوتا.اور محدث العصر امام البانی نے صراحت فرمائی کہ بیشک حضرت عمر رض قابلِ احترام ہیں لیکن انکی ہر سنت کی اتباع محال(ناممکن) ہے کیونکہ انکے کچھ افعال سنتِ نبی(ص) سے متعارض ہیں اور اسکی دو مثالیں انھوں نے دی ہیں... یعنی اگر کسی عظیم سے عظیم شخصیت کا قول نبی(ص) کے فرمان کے مقابل آئیگا تو اس شخصیت کی اتباع نہیں کیجائے گی بلکہ نبی(ص) کی سنت کی اتباع لازم ہو گی. یہی علی علیہ السلام و عبد اللہ بن عمر رض و سعد بن ابی وقاص رض و عبد اللہ بن عباس رض اور محدث امام البانی کا مؤقف ہے.تو گویا امیرِ معاویہ نے سنتِ نبی(ص) کو ترک کیا اور منہجِ صحابہ سے بغاوت کی.حتیٰ امام البانی کے فتوے کی ذد میں آ گئے.کہ انھوں نے ایسا فعل انجام دیا جس پرشریعت کی نگاہ میں عمل محال تھا..اب قاری فیصلہ کرے کہ جس کے سامنے سنتِ نبی(ص) اتنی معمولی و غیر اہم ہو اور جو دین کا ایسا اصول بھی نہ جانتا ہو جو آجکا محدث جانتا ہے تو پھر ایسے شخص کیلیئے دین میں کیا مقامِ علمی متعین کیا جا سکتا ہے..اور نسائی شریف کا حاشیہ نہایت قابلِ توجہ ہے کہ امیرِ معاویہ نے جو بات

اپنے اور نبی(ص) سے متعلق بیان کی محققین نے یہ انکی غلط فہمی و نسیان و خطا قرار دیا ہے..اور حسنِ ظن کی بنا پر محدثین کو یہ اقرار کرنا پڑا.کیونکہ اگر امیرِ معاویہ کے اس قول کو سچ مان لیا جائے تو پھر حضرت عبد اللہ بن عباس رض نے بہت مضبوط استدلال کیا ہے کہ جب نبی(ص) کیساتھ آپنے تمتع کیا ہے تو پھر اب اس سے منع کس دلیل پر کر رہے ہیں.یعنی نبی(ص) کیساتھ نماز قصر پڑھنے کا امیرِ معاویہ نے اقرار کیا اور پھر اس سنت کو بغیر دلیل و اجتہاد کے چھوڑ دیا.اور اسکے مخالف عمل کیا.اسی طرح تمتع کو نبی(ص) کیساتھ انجام دینے کا خود اقرار کیا اور پھر کسی دلیل و اجتہاد کے بغیر اس سے لوگوں کو منع کیا.. معترض توجہ کرے کہ کسی سنت میں اختلاف واقع ہونے کی بنا پر اس کو ترک کرنا الگ معاملہ ہے.اور کسی سنت کو ثابت مانکر پھر اس کیخلاف عمل کرنا الگ بات ہے اور یہ پہلی بات سے شدید تر ہے اور اسلام سے بغاوت ہے.

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا

اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) جو کچھ تم کو دیں اس کو لے لو اور جس سے منع کریں اس سے باز آجاؤ

مسند امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ (مترجم)

جلد ہفتم

مؤلف

حضرۃ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ

(المتوفی ۲۴۱ھ)

مترجم

مولانا محمد ظفر اقبال

حدیث نمبر: ۱۶۹۳۵ تا حدیث نمبر: ۱۸۲۵۷

مکتبہ رحمانیہ

اقراء سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

فون: 042-37224228-37355743

(۱۶۹۸۲) حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ ابْنِ إِسْحَقَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ أَبِيهِ عَبَّادٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ عَلَيْنَا مُعَاوِيَةُ حَاجًّا قَدِمْنَا مَعَهُ مَكَّةَ قَالَ فَصَلَّى بِنَا الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى دَارِ النَّدْوَةِ قَالَ وَكَانَ عُثْمَانُ حِينَ أَتَمَّ الصَّلَاةَ إِذَا قَدِمَ مَكَّةَ صَلَّى بِهَا الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْعِشَاءَ الْآخِرَةَ أَرْبَعًا أَرْبَعًا فَإِذَا خَرَجَ إِلَى مِنًى وَعَرَفَاتٍ قَصَرَ الصَّلَاةَ فَإِذَا فَرَغَ مِنْ الْحَجِّ وَأَقَامَ بِمِنًى أَتَمَّ الصَّلَاةَ حَتَّى يَخْرُجَ مِنْ مَكَّةَ فَلَمَّا صَلَّى بِنَا الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ نَهَضَ إِلَيْهِ مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ وَعَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ فَقَالَا لَهُ مَا عَابَ أَحَدٌ ابْنَ عَمِّكَ بِأَقْبَحِ مَا عِبْتَهُ بِهِ فَقَالَ لَهُمَا وَمَا ذَاكَ قَالَ فَقَالَا لَهُ أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّهُ أَتَمَّ الصَّلَاةَ بِمَكَّةَ قَالَ فَقَالَ لَهُمَا وَيْحَكُمَا وَهَلْ كَانَ غَيْرُ مَا صَنَعْتُ قَدْ صَلَّيْتُهُمَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا قَالَا فَإِنَّ ابْنَ عَمِّكَ قَدْ كَانَ أَتَمَّهَا وَإِنَّ خِلَافَكَ إِيَّاهُ لَهُ عَيْبٌ قَالَ فَخَرَجَ مُعَاوِيَةُ إِلَى الْعَصْرِ فَصَلَّاهَا بِنَا أَرْبَعًا

(۱۶۹۸۲) عباد کہتے ہیں کہ جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہمارے یہاں حج کے لئے آئے تو ہم بھی ان کے ساتھ مکہ مکرمہ آ

گئے، انہوں نے ہمیں ظہر کی دو رکعتیں پڑھائیں اور دارالندوہ میں چلے گئے، جبکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جس وقت سے نماز میں اتمام شروع کیا تھا، وہ جب بھی مکہ مکرمہ آتے تو ظہر، عصر اور عشاء کی چار چار رکعتیں ہی پڑھتے تھے، منیٰ اور عرفات میں قصر پڑھتے اور جب حج سے فارغ ہو کر منیٰ میں ٹھہر جاتے تو مکہ سے روانگی تک پوری نماز پڑھتے تھے۔

جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے (اس کے برعکس) ہمیں ظہر کی دو رکعتیں پڑھائیں تو مروان بن حکم اور عمرو بن عثمان کھڑے ہو کر کہنے لگے کہ آپ نے اپنے ابن عم پر جیسا عیب لگایا، کسی نے اس سے بدترین عیب نہیں لگایا، انہوں نے پوچھا وہ کیسے؟ تو دونوں نے کہا کیا آپ کے علم میں نہیں ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ میں مکمل نماز پڑھتے تھے؟ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا افسوس! میں سمجھا کہ پتہ نہیں میں نے ایسا کون سا کام کر دیا ہے؟ میں نے نبی علیہ السلام اور حضرات شیخین کے ساتھ دو رکعتیں ہی پڑھی ہیں، ان دونوں نے کہا کہ آپ کے ابن عم نے تو مکمل چار رکعتیں پڑھی ہیں، آپ کا ان کی خلاف ورزی کرنا معیوب بات ہے چنانچہ جب وہ عصر کی نماز پڑھانے کے لئے آئے تو چار رکعتیں ہی پڑھائیں۔

مُسْنَد

الإِمَامِ أَحْمَد بْن حَنْبَل

رضي الله عنه

(١٦٤ - ٢٤١ هـ)

حَقَّقَ هَذا الجُزْءَ وَخَرَّجَ أحَادِيثَه وَعَلَّقَ عَلَيْه

شعيب الأرنؤوط

محمد نعيم العرقسوسي إبراهيم الزيبق عادل مرشد

الجزء الثامن والعشرون

مؤسسة الرسالة

١٦٨٥٧- حدَّثنا يعقوبُ، حدَّثنا أبي، عن ابنِ إسحاق، حدَّثنا يحيى ابنُ عَبَّاد بنِ عبد الله بن الزُّبير، عن أبيهِ عبَّاد قال:

لما قَدِمَ علينا معاويةُ حاجّاً قَدِمنا معه مكةَ، قال: فصلَّى بنا الظُّهرَ ركعتين، ثم انصرفَ إلى دار النَّدْوةِ، قال: وكان عُثمانُ -حين أتمَّ الصَّلاةَ- إذا قَدِمَ مكةَ صلَّى بها الظُّهرَ والعَصْرَ والعِشاءَ الآخِرةَ أَرْبعاً أَرْبعاً، فإذا خَرَجَ إلى مِنى وعَرَفات قَصَرَ الصَّلاَة، فإذا فَرَغَ من الحجِّ وأقامَ بمِنى أتمَّ الصَّلاةَ حتى يَخْرُجَ من مكة، فلمَّا صلَّى بنا معاويةُ(١) الظُّهْرَ ركعتين نَهَضَ إليه مروانُ بنُ

= يعقوب. وهو ابن إبراهيم بن سعد بن إبراهيم الزهري، فقد روى له البخاري مقروناً بأخيه والنسائي، وهو ثقة.

وأخرجه الطبراني في «الكبير» ١٩/(٨٠٣) من طريق الإمام أحمد، بهٰذا الإسناد، دون ذكر القصة.

وأخرجه أبو داود (٢٠٧٥)، وأبو يعلى (٧٣٧٠)، وابن حبان (٤١٥٣)، والبيهقي في «السنن» ٧/٢٠٠ من طريق يعقوب، عن أبيه، بهٰذا الإسناد.

وقد سلف النهي عن الشِّغار بإسنادٍ صحيح من حديث عبد الله بن عمر بن الخطاب برقم (٤٥٢٦)، وذكرنا أحاديث الباب في رواية عبد الله بن عمرو بن العاص، السالفة برقم (٧٠١٢).

قال السندي: قوله: وقد كانا جعلا، أي: العقدين.

وقوله: يأمره بالتفريق بينهما: ففهم من النهي بطلان العقد، وعليه الجمهور، ومنهم من حمل النهي على أنه لا يقرر شغاراً بإيجاب المهر.

(١) لفظ «معاوية» ليس في (م).

الحَكَمِ وعَمْرو بنُ عُثْمان، فقالا له: ما عابَ أحدٌ ابنَ عمِّك بأَقْبَح ما عِبْتَهُ به، فقال لهما: وما ذاكَ[1]؟ قال: فقالا له: أَلَمْ تَعْلَمْ أنَّه أَتَمَّ الصَّلاةَ بمكةَ، قال: فقال لهما: وَيْحَكُما، وهل كان غيرُ ما صنعتُ؟! قد صلَّيْتُهُما مع رسولِ الله ﷺ ومع أبي بكرٍ وعُمرَ رضي الله عنهما، قالا: فإنَّ ابنَ عمِّك قد كان أتمَّها[2]، وإنَّ خِلافَكَ إيَّاهُ له عَيْبٌ، قال: فَخَرَجَ معاويةُ إلى العَصْرِ فصَلاَّها بنا[3] أربعاً[4].

---

(١) في (ظ١٣) و(ق): وما ذلك. وهي نسخة في (س).

(٢) في (ظ١٣) و(ق): أتمهما.

(٣) لفظ «بنا» ليس في (ص) ولا (ق).

(٤) إسناده حسن من أجل ابن إسحاق وهو محمد، وباقي رجاله ثقات رجال الشيخين غير يحيى بن عباد بن عبد الله بن الزبير، فمن رجال أصحاب السنن، وأخرج له البخاري في «القراءة»، وهو ثقة. يعقوب: هو ابن إبراهيم ابن سعد بن إبراهيم بن عبد الرحمٰن بن عوف.

وأخرجه الطبراني في «الكبير» ١٩/(٧٦٥) من طريق يعقوب بن إبراهيم، بهٰذا الإسناد مختصراً.

وأورده الهيثمي في «المجمع» ٢/١٥٦-١٥٧، وقال: رواه أحمد، وروى الطبراني بعضه في «الكبير»، ورجال أحمد موثقون.

وحسن الحافظ إسناده في «الفتح» ٢/ ٥٧١.

وفي الباب عن ابن مسعود، سلف برقم (٣٥٩٣)، وذكرنا هناك بقية أحاديث الباب، وسبب إتمام عثمان للصلاة.

قال السندي: قوله: وهل كان غيرُ ما صنعت، أي: ما وُجد في الدين أو في السُّنَّة إلا ما صنعتُ من القصر لا ما صنع عثمانُ من الإتمام.

فصلاها بنا أربعاً: اقتداءً بعثمان.

المسند

للإمام

أحمد بن محمد بن حنبل

١٦٤ - ٢٤١

شرحه وصنع فهارسه

حمزة أحمد الزين

الجزء الثالث عشر

من الحديث ١٦٣٥٣

إلى الحديث ١٧٨٤٤

دار الحديث

القاهرة

أنكح عبد الرحمن بن الحكم ابنته وانكحه عبد الرحمن ابنته وقد كانا جعلا صداقا فكتب معاوية بن أبي سفيان وهو خليفة إلى مروان يأمره بالتفريق بينهما وقال في كتابه: هذا الشغار الذي نهى عنه رسول اللهﷺ.

١٦٨٠٠ ـ **حدثنا** يعقوب ثنا أبي عن ابن إسحق ثنا يحيى بن عباد ابن عبد الله بن الزبير عن أبيه عباد قال: لما قدم علينا معاوية حاجا قدمنا معه مكة قال: فصلى بنا الظهر ركعتين ثم انصرف إلى دار الندوة قال وكان عثمان حين أتم الصلاة إذا قدم مكة صلى بها الظهر والعصر والعشاء الآخرة أربعا أربعا فإذا خرج إلى منى وعرفات قصر الصلاة فإذا فرغ من الحج وأقام بمنى أتم الصلاة حتى يخرج من مكة فلما صلى بنا الظهر ركعتين نهض إليه مروان بن الحكم وعمرو بن عثمان فقالا له: ما عاب أحدا بن عمك بأقبح ماعبته به، فقال لهما وماذاك؟ قال فقالا له ألم تعلم أنه أتم الصلاة بمكة قال فقال لهما: ويحكما وهل كان غير ماصنعت؟ قد صليتهما مع رسول اللهﷺ ومع أبي بكر وعمر رضي الله تعالى عنهما قالا فإن ابن عمك قد كان أتمها وإن خلافك أياه له عيب قال فخرج معاوية إلى العصر فصلاها بنا أربعا.

١٦٨٠١ ـ **حدثنا** محمد بن جعفر ثنا شعبة وحجاج قال حدثني شعبة قال سمعت قتادة يحدث عن أبي الطفيل ـ قال حجاج في حديثه قال سمعت أبا الطفيل ـ قال قدم معاوية وابن عباس فطاف ابن عباس
٩٥/٤ فاستلم الأركان كلها فقال له معاوية: إنما استلم رسول اللهﷺ/ الركنين

(١٦٨٠٠) **إسناده صحيح**، وقال الهيثمي ١٥٦/٢ رواه أحمد ورجاله موثقون.

(١٦٨٠١) **إسناده صحيح**، وأبو الطفيل هو عامر بن واثلة الليثي صحابي رأى النبي ﷺ يوم أحد، وهو المشهور بأنه آخر من مات من الصحابة، وقال الهيثمي ٢٤٠/٣ رجاله رجال الصحيح.

جامع المسانيد

لابن الجوزي

(عبد الرحمن بن علي ٥٩٧ هـ)

تحقيق

الدكتور علي حسين البواب

الجزء السابع

(الميم - آخر مسانيد الرجال)

مكتبة الرشد
الرياض

(٦٣٧٨) **الحديث السابع عشر:** حدّثنا أحمد قال : حدّثنا يعقوب قال : حدّثني أبي عن ابن إسحق قال : حدّثني يحيى بن عبّاد بن عبد الله بن الزبير عن أبيه عبّاد قال :

لمّا قَدِمَ علينا معاوية حاجّاً قَدِمْنا معه مكّة ، فصلّى بنا الظهرَ ركعتين ، ثم انصرف إلى دار النَّدوة . قال : وكان عثمان إذا قَدِمَ مكّة صلّى بها الظهر والعصر والعشاء الآخرة أربعاً أربعاً ، فإذا خرج إلى مِنىً وعرفات قَصَرَ الصلاة ، فإذا فَرَغَ من الحجّ وأقام بمنى أتمّ الصلاة حتى يخرُجَ من مكّة ، فلما صلّى بنا معاوية الظهرَ ركعتين نهض إليه مروانُ وعمرو بن عثمان ، فقالا له : ما عاب أحدٌ ابنَ عمِّك[1] بأقبحَ ما عِبْتَه به ، فقال لهما : وما ذاك؟ فقالا : ألم تعلم انّه أتمّ الصلاة بمكّة؟ قال : فقال لهما : ويحَكما ، وهل كان غيرُ ما صَنَعْتُ؟ قد صلَّيتُها مع رسول الله ﷺ ومع أبي بكر وعمر . قالا : فإن ابن عمِّك قد كان أتمَّهما ، وإن خلافَك إيّاه له عيب . قال : فخرج معاوية إلى العصر فصلاّها بنا أربعاً[2] .

(٦٣٧٩) **الحديث الثامن عشر:** حدّثنا أحمد قال : حدّثنا ابن نُمير ويعلى قالا : حدّثنا طلحة - يعني ابن يحيى عن عيسى بن طلحة قال : سمعتُ معاوية يقول :

سمعتُ رسول الله ﷺ يقول : إن المؤذِّنين أطولُ الناس أعناقاً يوم القيامة»[3] .

(٦٣٨٠) **الحديث التاسع عشر:** حدّثنا أحمد قال : حدّثنا عبد الرزّاق قال : أخبرنا ابن جريج قال : أخبرني عُمر بن عطاء بن أبي الخُوار

أن نافع بن جُبير أرسلَه إلى السائب بن يزيد ابن أخت نَمِر يسألُه عن شيء رآه منه معاويةُ في الصلاة ، فقال : نعم ، صلّيتُ معه الجمعة في المقصورة ، فلمّا سلَّمَ قُمْتُ في مقامي فصلَّيْتُ ، فلما دخلَ أرسلَ إليّ فقال : لا تَعُدْ لما فَعَلْتَ ، إنْ صلَّيْتَ الجمعة فلا تَصِلْها بصلاة حتى تَكلَّم أو تخرُجَ ، فإن نبيّ الله ﷺ أمر بذلك : لا تُوْصَلُ صلاة بصلاة حتى تخرُجَ أو تتكلّم .

---

(١) يعني عثمان رضي الله عنه .

(٢) المسند ٩٤/٤ . وباختصار في المعجم الكبير ٣٣٣/١٩ (٧٦٥) . قال الهيثمي ١٦٠/٢ : رواه أحمد ، وروى الطبراني بعضَه في الكبير ، ورجال أحمد موثّقون . وقد حسّن ابن حجر إسناد الحديث - الفتح ٥٧١/٢ . وابن إسحق صرّح بالتحديث وسائر رجال الحديث ثقات .

(٣) المسند ٩٥/٤ . ومن طريق طلحة بن يحيى أخرجه مسلم ٢٩٠/١ (٣٨٧) ولم ينبّه عليه . وشيخا أحمد من رجال الشيخين .

مَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا

صحیح بخاری

جلد دوم

امیر المومنین فی الحدیث سید الفقہاء

حضرت الامام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ وتشریح

حضرت مولانا محمد داؤد راز رحمۃ اللہ علیہ

نظر ثانی

حضرت العلامہ مولانا عبدالسلام بستوی رحمۃ اللہ علیہ　　حضرت العلام مولانا ابو محمد عبدالجبار سلفی رحمۃ اللہ علیہ

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

١٥٦٩- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْأَعْوَرُ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ: ((اِخْتَلَفَ عَلِيٌّ وَعُثْمَانُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا وَهُمَا بِعُسْفَانَ فِي الْمُتْعَةِ، فَقَالَ عَلِيٌّ: مَا تُرِيْدُ إِلَى أَنْ تَنْهَى عَنْ أَمْرٍ فَعَلَهُ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ. قَالَ: فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ عَلِيٌّ أَهَلَّ بِهِمَا جَمِيْعًا)). [راجع: ١٥٦٣]

(۱۵۶۹) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' کہا کہ ہم سے حجاج بن محمد اعور نے بیان کیا' ان سے شعبہ نے' ان سے عمرو بن مرہ نے' ان سے سعید بن مسیب نے کہ جب حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما عسفان آئے تو ان میں باہم تمتع کے سلسلے میں اختلاف ہوا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس کو رسول اللہ ﷺ نے کیا ہے اس سے آپ کیوں روک رہے ہیں؟ اس پر عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے اپنے حال پر رہنے دو۔ یہ دیکھ کر علی رضی اللہ عنہ نے حج اور عمرہ دونوں کا احرام ایک ساتھ باندھا۔

تشریح: عسفان ایک مقام ہے مکہ سے ۳۶ میل پر یہاں کے تربوز مشہور ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے گو خود تمتع نہیں کیا تھا مگر دوسرے لوگوں کو اس کا حکم دیا تو گویا خود کیا۔ یہاں یہ اعتراض ہوتا ہے کہ بحث تو تمتع میں تھی پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قران کیا' اس کا کیا مطلب ہے۔ جواب یہ ہے کہ قران اور تمتع دونوں کا ایک ہی حکم ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ دونوں کو ناجائز سمجھتے تھے۔ عجیب بات ہے قرآن شریف میں صاف یہ موجود ہے۔ فمن تمتع بالعمرة الی الحج اور احادیث صحیحہ متعدد صحابہ کی موجود ہیں۔ جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے تمتع کا حکم دیا۔ پھر ان صاحبوں کا اس سے منع کرنا سمجھ میں نہیں آتا۔ بعضوں نے کہا کہ حضرت عمر اور

حضرت عثمان رضی اللہ عنہما اس تمتع سے منع کرتے تھے کہ حج کی نیت کر کے حج کا فسخ کر دینا اس کو عمرہ بنا دینا۔ مگر یہ بھی صراحتاً احادیث سے ثابت ہے۔ بعضوں نے کہا یہ ممانعت بطور تنزیہ کے تھی۔ یعنی تمتع کو فضیلت کے خلاف جانتے تھے۔ یہ بھی صحیح نہیں ہے۔ اس لئے کہ حدیث سے صاف یہ ثابت ہے کہ تمتع سب سے افضل ہے۔ حاصل کلام یہ کہ یہ مقام مشکل ہے اور یہی وجہ تھی کہ حضرت عثمان کو حضرت علی رضی اللہ عنہما کے مقابل کچھ جواب نہ بن پڑا۔ اس سلسلہ میں حافظ صاحب فرماتے ہیں:

وفی قصة عثمان و علی من الفوائد اشاعة العلم ما عنده من العلم واظهاره ومناظرة ولاة الامور وغيرهم فی تحقيقه لمن قوی علی ذلک لقصد منا صحة المسلمين والبيان بالفعل مع القول وجواز استنباط من النص لان عثمان لم يخف عليه ان التمتع والقران جائزان وانما نهی عنهما ليعمل بالافضل كما وقع لعمر ولكن خشی علی ان يحمل غيره النهی علی التحريم فاشاع جواز ذلک وكل منهما مجتهد ما جور (فتح الباری)

یعنی حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے واقعہ مذکورہ میں بہت سے فوائد ہیں۔ مثلاً جو کچھ کسی کے پاس علم ہو اس کی اشاعت کرنا اور اہل اسلام کی خیر خواہی کے لئے امر حق کا اظہار کرنا یہاں تک کہ اگر مسلمان حاکموں سے مناظرہ تک کی نوبت پہنچ جائے تو یہ بھی کر ڈالنا اور کسی امر حق کا محض بیان ہی نہ کرنا بلکہ اس پر عمل بھی کر کے دکھلا دینا اور نص سے کسی مسئلہ کا استنباط کرنا۔ کیونکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے یہ چیز مخفی نہ تھی حج تمتع اور قران بھی جائز ہیں مگر انہوں نے افضل پر عمل کرنے کے خیال سے تمتع سے منع فرمایا۔ جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی واقع ہوا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے اس پر محمول کیا کہ عوام الناس کہیں اس نہی کو تحریم پر محمول نہ کر بیٹھیں۔ اس لئے انہوں نے اس کے جواز کا اظہار فرمایا بلکہ عمل بھی کر کے دکھلا دیا۔ پس ان میں دونوں ہی مجتہد ہیں اور ہر دو کو اجر و ثواب ملے گا۔

اس سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ نیک نیتی کے ساتھ کوئی فروعی اختلاف واقع ہو تو اس پر ایک دوسرے کو برا بھلا نہیں کہنا چاہئے۔ بلکہ صرف اپنی تحقیق پر عمل کرتے ہوئے دوسرے کا معاملہ اللہ پر چھوڑ دینا چاہئے۔ ایسے فروعی امور میں اختلاف فہم کا ہونا قدرتی چیز ہے۔ جس کے لئے صد ہا مثالیں سلف صالحین میں موجود ہیں۔ مگر صد افسوس کہ دور حاضرہ کے کم فہم علماء نے ایسے ہی اختلافات کو رائی کا پہاڑ بنا کر امت کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیا۔ اللهم ارحم علی امة حبيبک۔

١٥٦٢- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الأَسْوَدِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ نَوفَلٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ : ((خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ، فَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ، وَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِحَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ: وَمِنَّا مِنْ أَهَلَّ بِالْحَجِّ، وَأَهَلَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِالْحَجِّ. فَأَمَّا مَنْ أَهَلَّ بِالْحَجِّ أَو جَمَعَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةِ لَمْ يَحِلُّوا حَتَّى كَانَ يَوْمُ النَّحْرِ)). [راجع: ٢٩٤]

(۱۵۶۲) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ ہمیں امام مالک نے خبردی' انہیں ابوالاسود محمد بن عبدالرحمٰن بن نوفل نے' انہیں عروہ بن زبیر نے اور ان سے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ہم حجتہ الوداع کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کے ساتھ چلے۔ کچھ لوگوں نے عمرہ کا احرام باندھا تھا' کچھ نے حج اور عمرہ دونوں کا اور کچھ نے صرف حج کا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے (پہلے) صرف حج کا احرام باندھا تھا' پھر آپ نے عمرہ بھی شریک کرلیا' پھر جن لوگوں نے حج کا احرام باندھا تھا یا حج اور عمرہ دونوں کا' ان کا احرام دسویں تاریخ تک نہ کھل سکا۔

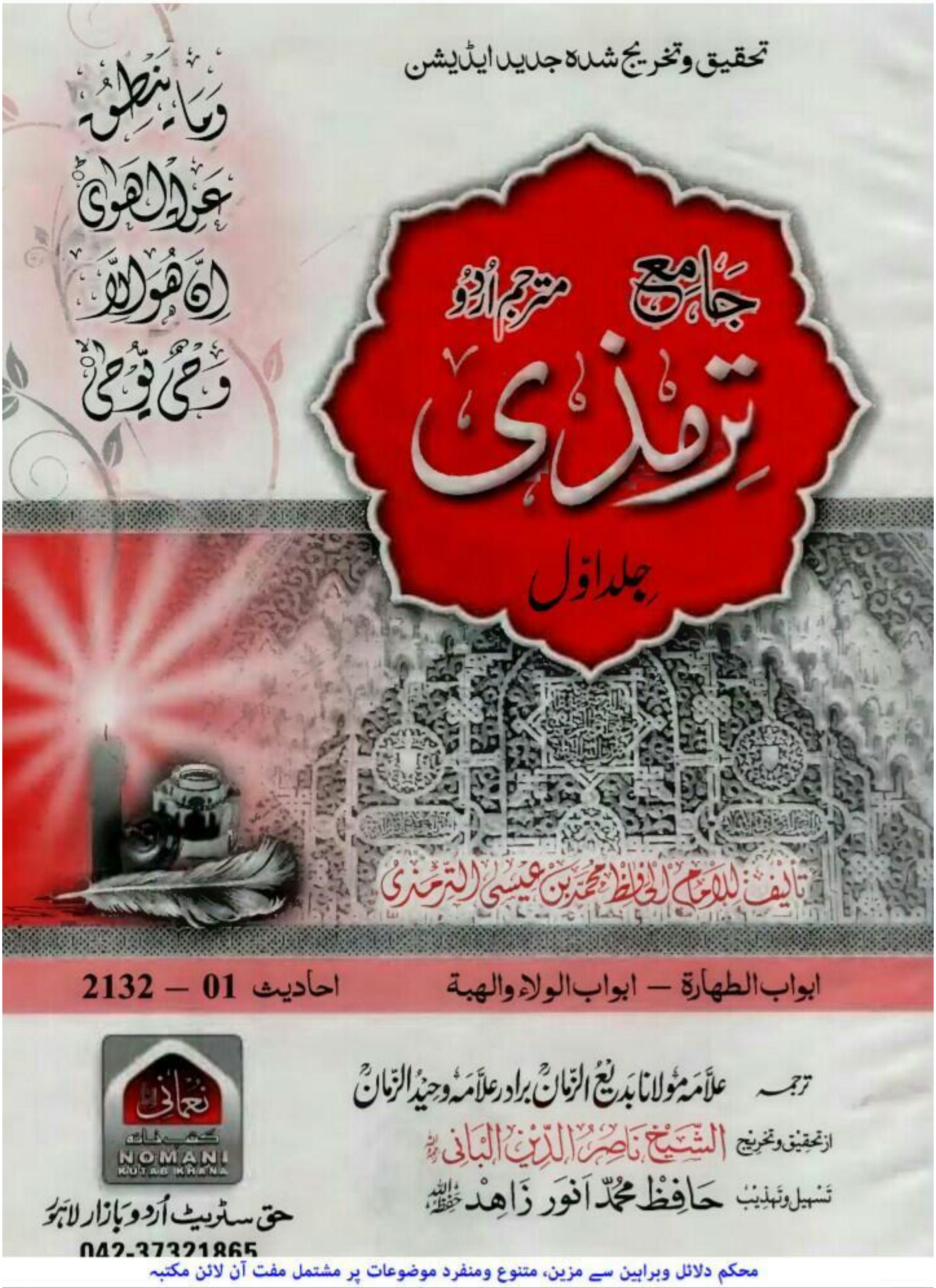
١٥٦٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ : ((شَهِدْتُ عُثْمَانَ وَعَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، وَعُثْمَانُ يَنْهَى عَنِ الْمُتْعَةِ وَأَنْ يُجْمَعَ بَيْنَهُمَا، فَلَمَّا رَأَى عَلِيٌّ، أَهَلَّ بِهِمَا: لَبَّيْكَ بِعُمْرَةٍ وَحَجَّةٍ، قَالَ: مَا كُنْتُ لأَدَعَ سُنَّةَ النَّبِيِّ ﷺ لِقَولِ أَحَدٍ)). [طرفه في : ١٥٦٩].

(۱۵۶۳) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ ہم سے غندر نے بیان کیا' کہا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے حکم نے' ان سے علی بن حسین (حضرت زین العابدین) نے اور ان سے مروان بن حکم نے بیان کیا کہ حضرت عثمان اور علی رضی اللہ عنہما کو میں نے دیکھا ہے۔ عثمان رضی اللہ عنہ حج اور عمرہ کو ایک ساتھ ادا کرنے سے روکتے تھے لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کے باوجود دونوں کا ایک ساتھ احرام باندھا اور کہا "لبیک بعمرة وحجة" آپ نے فرمایا تھا کہ میں کسی ایک شخص کی بات پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کی حدیث کو نہیں چھوڑ سکتا۔

تشریح حضرت عثمانؓ شاید حضرت عمرؓ کی تقلید سے تمتع کو برا سمجھتے تھے ان کو بھی یہی خیال ہوا آنحضرتؐ نے حج کو فسخ کرا کر جو حکم عمرہ کا دیا تھا وہ خاص تھا صحابہؓ سے۔ بعضوں نے کہا مکروہ تنزیہی سمجھا اور چونکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا یہ خیال حدیث کے خلاف تھا۔ اس لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس پر عمل نہیں کیا اور یہ فرمایا کہ میں آنحضرت ﷺ کی حدیث کو کسی کے قول سے نہیں چھوڑ سکتا۔

مسلمان بھائیو! ذرا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس قول کو غور سے دیکھو' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ وقت اور خلیفہ بھی کیسے ؟ خلیفہ راشد اور امیرالمؤمنین۔ لیکن حدیث کے خلاف ان کا قول پھینک دیا گیا اور خود ان کے سامنے ان کا خلاف کیا گیا۔ پھر تم کو کیا ہو گیا ہے جو تم ابو حنیفہ یا شافعی کے قول کو لئے رہتے ہو اور صحیح حدیث کے خلاف ان کے قول پر عمل کرتے ہو' یہ صریح گمراہی ہے۔ خدا کے لئے اس سے باز آؤ اور ہمارا کہنا مانو ہم نے جو حق بات تھی وہ تم کو بتا دی آئندہ تم کو اختیار ہے۔ تم قیامت کے دن جب آنحضرت ﷺ کے

سامنے کھڑے ہو گے اپنا عذر بیان کر لینا والسلام (مولانا وحید الزمان مرحوم)


تحقیق وتخریج شدہ جدید ایڈیشن
وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی
جامع
مترجم اردو
ترمذی
جلد اوّل
تالیف للامام الحافظ محمد بن عیسی الترمذی
ابواب الطھارۃ — ابواب الولاء والھبة
احادیث 01 — 2132
ترجمہ علامہ مولانا بدیع الزمان برادر علامہ وحید الزمان
از تحقیق وتخریج الشیخ ناصر الدین البانی
تسہیل وتہذیب حافظ محمد انور زاھد
نعمانی
NOMANI
KUTAB KHANA
حق سٹریٹ اردو بازار لاہور
042-37321865

ترجمہ: روایت ہے محمد بن عبداللہ سے کہ انہوں نے سنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور ضحاک بن قیس کو کہ وہ دونوں ذکر کرتے تھے عمرہ ملانے کا حج کے ساتھ کو جس کو تمتع کہتے ہیں۔ سو کہا ضحاک بن قیس نے یہ تو وہی کرے گا جو اللہ کا حکم نہ جانے۔ سو سعد نے کہا برا کہا تم نے اے بھتیجے میرے ضحاک نے کہا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے منع کیا تمتع سے تو سعد نے کہا البتہ تمتع کیا ہے رسول اللہ ﷺ نے اور ہم نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ۔

فائدہ : یہ حدیث صحیح ہے۔

❀❀❀❀

(۸۲۴) عَنِ ابْنِ شِهَابٍ : أَنَّ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَهُ : أَنَّهُ سَمِعَ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الشَّامِ وَهُوَ يَسْأَلُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ، عَنِ التَّمَتُّعِ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الحَجِّ، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ: هِيَ حَلَالٌ. فَقَالَ الشَّامِيُّ: إِنَّ أَبَاكَ قَدْ نَهَى عَنْهَا، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ : أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ أَبِي نَهَىٰ عَنْهَا ، وَ صَنَعَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَأَمْرُ أَبِي يُتَّبَعُ ، أَمْ أَمْرُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ؟ فَقَالَ الرَّجُلُ : بَلْ أَمْرُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ. فَقَالَ : لَقَدْ صَنَعَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ. هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ . (صحیح الاسناد)

ترجمہ: روایت ہے ابن شہاب سے کہ سالم بن عبداللہ نے بیان کیا ان سے کہ سنا سالم نے ایک شامی کو کہ پوچھتا تھا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے: وہ جائز ہے۔ پھر کہا شامی نے: تمہارے باپ تو منع کرتے تھے تمتع سے۔ سو فرمایا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے: بھلا دیکھو تو سہی اگر میرے باپ منع کریں اور رسول اللہ ﷺ وہی کام کریں تو میرے باپ کی تابعداری کی جائے گی یا رسول اللہ ﷺ کے کام کی؟ تو کہا شامی نے: بلکہ تابعداری کی جائے گی رسول اللہ ﷺ کے کام کی۔ تو کہا عبداللہ نے: البتہ تمتع کیا ہے رسول اللہ ﷺ نے۔

فائدہ : اس باب میں علی اور عثمان اور جابر اور سعد اور اسماء بنت ابی بکر اور ابن عمر رضی اللہ عنھم سے روایت ہے۔ کہا ابوعیسیٰ نے حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حسن ہے اور اختیار کیا ایک قوم نے علمائے صحابہ رضی اللہ عنہم وغیرہم سے تمتع کو ساتھ عمرے کے اور تمتع یہی ہے کہ آدمی حج کے مہینوں میں عمرے کا احرام باندھ کر حرم میں داخل ہو پھر بعد عمرے کے احرام کھول ڈالے اور مکے میں رہے پھر حج کرے اور اس شخص کو متمتع کہتے ہیں اور اس کو ذبح کرنا قربانی کا جو میسر ہو واجب ہے اور جو قربانی نہ پائے تو تین روزے رکھ لے حج میں اور سات دن جب اپنے گھر لوٹے۔ اور مستحب ہے متمتع کو کہ اگر روزے رکھے تین حج میں تو روزے رکھ لے ذی الحجہ کے عشرہ اول میں اور آخر اس کا عرفے کا دن ہو پھر اگر نہ رکھے عشرے میں تو بعض علماء صحابہ کے نزدیک ایام تشریق میں رکھ لے انہی بعض میں ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور یہی کہتے ہیں مالک اور شافعی اور احمد اور اسحاق اور کہا بعض نے روزہ نہ رکھے ایام تشریق میں اور یہی قول ہے اہل کوفہ کا۔ کہا ابوعیسیٰ نے اور اہل حدیث اختیار کرتے ہیں تمتع کو یعنی عمرہ حج میں ملانے کو اور یہی قول ہے شافعی اور احمد اور اسحاق کا۔

❀❀❀❀

سنن نسائی
مترجم

جلد چہارم

كتاب الصيام — كتاب مناسك الحج، أحاديث: 2092 — 3086

تالیف

امام ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعیب النسائی رحمہ اللہ

ترجمہ وفوائد

فضیلۃ الشیخ حافظ محمد امین حفظہ اللہ

تحقیق وتخریج

حافظ ابو طاہر زبیر علی زئی حفظہ اللہ

نظر ثانی، تصحیح وتنقیح اور اضافات

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ

دار العلم ممبئی

٢٧٣٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ وَالضَّحَّاكَ بْنَ قَيْسٍ - عَامَ حَجَّ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ - وَهُمَا يَذْكُرَانِ التَّمَتُّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ، فَقَالَ الضَّحَّاكُ: لَا يَصْنَعُ ذٰلِكَ إِلَّا مَنْ جَهِلَ أَمْرَ اللهِ [تَعَالٰى]. فَقَالَ سَعْدٌ: بِئْسَمَا قُلْتَ يَا

۲۷۳۵- حضرت محمد بن عبداللہ بن حارث بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور ضحاک بن قیس کو حج سے پہلے عمرے کا فائدہ اٹھانے کا تذکرہ کرتے سنا۔ یہ اس سال کی بات ہے جس سال حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ حج کے لیے تشریف لائے تھے۔ ضحاک کہنے لگے: یہ کام (تمتع) تو وہی کرسکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے احکام سے ناواقف ہو۔ حضرت سعد فرمانے لگے: اے بھتیجے! تو نے بری بات کہی ہے۔ ضحاک نے کہا: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے تو اس سے روکا

٢٧٣٥ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في التمتع، ح: ٨٢٣ عن قتيبة به، وقال: "صحيح"، وهو في الموطأ(يحيى): ١/ ٣٤٤، والكبرٰى، ح: ٣٧١٤. ❁ محمد بن عبدالله حسن الحديث على الراجح، "قد صنعها" أي أذن فيها وأباحها، قاله ابن عبدالبر في التمهيد: ٨/ ٣٦٠.

ابْنَ أَخِي! قَالَ الضَّحَّاكُ: فَإِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ نَهٰى عَنْ ذٰلِكَ، قَالَ سَعْدٌ: قَدْ صَنَعَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ وَصَنَعْنَاهَا مَعَهُ.

تھا۔ سعد رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: یہ اللہ کے رسول نے کیا ہے اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ کیا تھا۔

فوائد ومسائل: ① حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکم سے بہت سے لوگوں کو غلط فہمی ہوئی اور انھوں نے اسے شرعی امر سمجھ لیا، مگر صحابہ نے اور بعد میں ائمہ کرام نے وضاحت کی کہ تمتع شرعاً جائز ہے بلکہ بہت سے ائمہ کے نزدیک افضل ہے۔ ② حاکم وقت یا کسی کی بھی بات شریعت کے خلاف ہو اور اس کی تردید مقصود ہو تو احسن انداز میں کرنی چاہیے جو زیادہ مؤثر ہو اور اس میں وہ اپنی ہتک محسوس نہ کرے۔

٢٧٣٨- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ حُجَيْرٍ، عَنْ طَاوُسٍ، قَالَ: قَالَ مُعَاوِيَةُ لِابْنِ عَبَّاسٍ: أَعَلِمْتَ أَنِّي قَصَّرْتُ مِنْ رَأْسِ رَسُولِ اللهِ ﷺ عِنْدَ الْمَرْوَةِ قَالَ: لَا، يَقُولُ ابْنُ عَبَّاسٍ: هٰذَا مُعَاوِيَةُ يَنْهَى

۲۷۳۸-حضرت طاؤس سے منقول ہے کہ حضرت معاویہ ؓ نے حضرت ابن عباس ؓ سے پوچھا: کیا آپ کو پتا ہے کہ میں نے مروہ کے پاس رسول اللہ ﷺ کے سر کے بال کاٹے تھے؟ ابن عباس ؓ نے کہا: نہیں۔ ابن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ یہ معاویہ ؓ لوگوں کو تمتع سے روکتے ہیں، حالانکہ نبی ﷺ نے تمتع کیا تھا۔

٢٧٣٧ـ [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح:٣٧١٦، وقال ابن كثير: إسناده جيد (مسند الفاروق: ١/ ٣٠٤)، وإنما نهى عنه عمر من أجل أنه يراه مخصوصًا بالنبي ﷺ وهذا اجتهاد منه، والمجتهد يخطيء ويصيب. * أبوحمزة هو السكري، ومطرف هو ابن طريف.

٢٧٣٨ـ أخرجه مسلم، الحج، باب التقصير في العمرة، ح:١٢٤٦ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح:٣٧١٧، وأخرجه البخاري، ومسلم من طريق آخر عن طاوس به، كما سيأتي برقم: ٢٩٩٠.

النَّاسَ عَنِ الْمُتْعَةِ، وَقَدْ تَمَتَّعَ النَّبِيُّ ﷺ.

فوائد ومسائل: ① مروہ پر سر کے بال کاٹنا کسی عمرے ہی کے موقع پر ہو سکتا ہے کیونکہ حجۃ الوداع میں تو آپ نے حجامت منیٰ میں بنوائی تھی، پھر یہ عمرہ جعرانہ کی بات ہوگی جو ۸ ہجری میں فتح مکہ کے بعد ہوا۔ امام نووی اور ابن القیم ؒ وغیرہ نے اسے اس پر محمول کیا ہے۔ اس وقت تک حضرت معاویہ ؓ مسلمان ہو چکے تھے۔ اور اس بات پر اتفاق ہے کہ رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع میں عمرہ کر کے حلال نہیں ہوئے بلکہ حج کے بعد حلال ہوئے تھے۔ ② ”ابن عباس نے کہا: نہیں۔“ یعنی میں نہیں جانتا۔ لیکن صحیح مسلم کی روایت میں ابن عباس ؓ کے الفاظ یہ ہیں: [لَا أَعْلَمُ هٰذِهِ إِلَّا حُجَّةً عَلَيْكَ] (صحيح مسلم، الحج، حديث:۱۲۴۶) میں تو اسے آپ کے موقف کے خلاف سمجھتا ہوں کیونکہ آپ تمتع سے روکتے ہیں۔ اور مروہ پر آپ کا رسول اللہ ﷺ کی حجامت بنانا دلیل ہے کہ رسول اللہ ﷺ عمرے کے بعد حلال ہوئے تھے، لہٰذا رسول اللہ ﷺ کا حج تمتع ہوا تو پھر تم کیوں روکتے ہو؟ باب والی روایت کے آخری الفاظ بھی اسی معنی (صحیح مسلم والی روایت کے معنی) کی تائید کرتے ہیں۔ گویا حضرت ابن عباس ؓ نے حضرت معاویہ ؓ کے حجامت بنانے والے واقعے کو حجۃ الوداع سے قبل عمرے پر محمول کیا ہے مگر صریح روایات ان کے خلاف ہیں، اس لیے بعض محققین نے مروہ پر حجامت بنانے کو حضرت معاویہ ؓ کی غلط فہمی یا نسیان وخطا پر محمول کیا ہے۔ واللہ أعلم. ③ حضرت معاویہ ؓ کا تمتع سے روکنا حضرت عمر اور حضرت عثمان ؓ کی اقتدا کے طور پر تھا۔ ④ خلاف سنت کام کی تردید ضروری ہے چاہے کرنے والا کوئی بھی ہو کیونکہ حق سب سے بڑا ہے۔

المسائل العلمية والفتاوى الشرعية

فتاوى الشيخ العلامة

محمد ناصر الدين الألباني

في المدينة والإمارات

جمعها ورتبها وشرحها عمرو عبد المنعم سليم

دار الضياء
للنشر والتوزيع

أما بالنسبة لعمر بن الخطاب؛ فالقضية ليست [illegible]
من تلك أنه نهى عن التمتع بالعمرة إلى الحج!!.

فنحن الآن نسأل هذا السائل ومن يدَّعي الغيرة على الصحابة: هل هو يوافق عمر ابن الخطاب على نهيه عن التمتع بالعمرة إلى الحج؟!! لا أعتقد ذلك.

إذن ما الفرق بيننا وبينكم؟ فها أنتم اشتركتم معنا في مخالفة عمر بن الخطاب، فعمر ينهى عن التمتع وأنتم تجيزون التمتع، وقد يكون فيكم من يقول: إن التمتع أفضل!!.

جاء في «صحيح مسلم» من حديث عمران بن حصين قال: **تمتعنا مع رسول الله ﷺ متعة الحج، ثم لم ينزل القرآن بنسخه، ثم قال رجل برأيه ما شاء**(١٥٧).

هذا رد ناعم ولطيف، فهو بقوله: «**ثم قال رجل...**» يشير إلى عمر أنه اجتهد فنهى الناس عن التمتع، فهو ليس بالجاهل، ولكن بدا له شيء جعله يأمر المسلمين بالإفراد وينهاهم عن التمتع.

وعثمان بن عفان جرى على سنن عمر بن الخطاب في النهي عن التمتع بالعمرة إلى الحج؛ ذلك أنه في خلافته خرج حاجًا وأعلن ذلك، فوقف في وجهه علي بن أبي طالب وقال: مالك تنهى عن شيء فعلناه مع رسول الله ﷺ؟! لبيك اللهم بحجة

---

(١٥٧) مسلم (٢/ ٨٩٨).

وعمرة – قالها في وجه الخليفة –.

فعليٌّ فهم وعلم شيئًا لم يفهمه عثمان.

فلا ينبغي أن يقول قائل: أليسوا أعلم منا أو أفهم منا؟! فهذا نحن نقوله دائمًا، ولكن عندما تكون المسألة مختلف فيها بين الصحابة؛ فلا ينبغي لأحد أن يتعصب لأحدهم.

فينبغي أن نبحث الموضوع بحثًا علميًا، فعمر بن الخطاب نهى عن التمتع، ولكن الرسول ﷺ أمر به!!.

فهل هناك مسلم مهما كان محبًا لعمر بن الخطاب يمكن أن يجعل نفسه عُمريًا في كل مسألة؟ هذا يستحيل؛ لأنه سيجد عمر يقول قولًا، والصواب بخلافه.

فمثلًا عمر بن الخطاب في عهد خلافته نهى المسافر الذي لا يجد الماء أن يتيمم ليصلي!! ويقول: يظل بدون صلاة شهورًا حتى يجد الماء، وكان عمار بن ياسر يفتي بغير ذلك، حتى بلغت فتواه مسامع عمر، فأرسل إليه، فقال له عمار: يا أمير المؤمنين ألا تذكر أننا كنا في سفر؛ فوجب علينا الغسل ولم نجد الماء، فتمرغنا بالتراب كما تتمرغ الدابة، ولما جئنا إلى النبي ﷺ وقصصنا عليه القصة قال: «**إنما كان يكفيك أن تضرب بكفيك الأرض، ثم تمسح بهما وجهك ويديك**». قال عمر: لا أذكر، قال عمار: إذن أُمسك – أي عن هذه الفتوى –؟ قال: لا، إنما نُوليك ما توليت(١٥٨).

بغضِ علی علیہ السلام میں سنتِ نبی(ص) کو ترک کرنا....کبھی انسان پر معاملہ مشتبہ ہو جاتا ہے.اور وہ اللہ کی دی ہوئی عقل و علم سے اپنی آخرت کا سامان اجتہاد کے ذریعہ کرتا ہے.لیکن جہاں حکمِ صریح موجود ہو وہاں صرف تسلیم ہوتا ہے اجتہاد نہیں... اب ہم دیکھتے ہیں کہ امیرِ معاویہ نے ایک ثابت شدہ سنتِ نبی(ص) کو ترک کیا اور نہ صرف یہ کہ خود ترک کیا بلکہ لوگوں کو بھی اپنی اتباع کیلیئے خوف دلایا اور انھوں نے بھی سنت ِ نبی(ص) کو ترک کر دیا..اب کیا یہ کوئی اجتہاد تھا تو عبد اللہ عباس رض فرماتے ہیں کہ یہ اجتہاد نہیں بلکہ بغضِ علی علیہ السلام تھا..تو کتنا شدید بغض ہے کہ جس نے سنتِ نبی(ص) کو نہ صرف یہ کہ ترک کروایا بلکہ دوسروں سے بھی چھڑوایا..جس دین میں اللہ عبادت کروانے کیلیئے جبر نہیں کرتا وہاں امیرِ معاویہ نے سنتِ نبی(ص) کو چھڑوانے کیلیئے لوگوں کو خوف دلایا...کیا دینِ اسلام میں بغضِ علی علیہ السلام کی بھی کوئی گنجائش ہے.اور کیا کسی آیت یا حدیث سے یہ ثبوت ملتا ہے کہ علی علیہ السلام سے بغض رکھنے والا مومن ہے.اور اللہ اس سے راضی ہے.اور پھر اس بغض کی ضرب سنتِ نبی(ص) پر لگانا کتنا عجیب ہے.اور یہی روایت سنن البہقی میں اس طرح آئی کہ عبد اللہ بن عباس نے رض نے فرمایا اللہ کی لعنت ہو ان پر جنھوں نے بغضِ علی علیہ السلام میں سنتِ نبی(ص) کو ترک کر دیا. اور یہ بات قابلِ توجہ رہے کہ عبد اللہ بن عباس رض کو پہلے بتایا گیا کہ سنتِ نبی(ص) سے روکنے

والے امیرِ معاویہ ہیں.مجھے تو حیرانگی ہے کہ آجتک یہی بتایا گیا تھا کہ عبد اللہ بن عباس رض فرماتے تھے کہ امیرِ معاویہ فقہیہ ہیں. لیکن یہ نہیں بتایا جاتا کہ وہی امیرِ معاویہ سنتِ نبی(ص) کو اجتہاد نہیں بلکہ بغضِ علی علیہ السلام میں چھوڑتے ہیں.اور وہی عبد اللہ بن عباس رض امیرِ معاویہ کے اس فعل پر لعنت فرما رہے ہیں.اور جو طرق مستدرک میں آیا خالد بن مخلد القطوانی عن علی بن مسھر تو یہ طرق صحیح البخاری میں بھی موجود ہے.لہذا خالد بن مخلد پر جرح نہیں کی جا سکتی.کہ انکی کوفی سے روایت قبول نہیں ہے.

سُنَنِ نسائی

جلد چہارم

تالیف

امام ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب النسائی رحمہ اللہ

ترجمہ وفوائد: فضیلۃ الشیخ حافظ محمد امین حفظہ اللہ

تحقیق وتخریج: حافظ ابو طاہر زبیر علی زئی حفظہ اللہ

دار العلم ممبئی

٣٠٠٩- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ الْأَوْدِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ صَالِحٍ عَنْ مَيْسَرَةَ بْنِ حَبِيبٍ، عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: كُنْتُ مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ بِعَرَفَاتٍ فَقَالَ: مَا لِي لَا أَسْمَعُ النَّاسَ يُلَبُّونَ؟ قُلْتُ: يَخَافُونَ مِنْ مُعَاوِيَةَ، فَخَرَجَ ابْنُ عَبَّاسٍ مِنْ فُسْطَاطِهِ فَقَالَ: لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ! لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ فَإِنَّهُمْ قَدْ تَرَكُوا السُّنَّةَ مِنْ بُغْضِ عَلِيٍّ.

٣٠٠٩- حضرت سعید بن جبیر بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ عرفات میں تھا۔ وہ فرمانے لگے: کیا وجہ ہے کہ میں لوگوں کو لبیک پکارتے نہیں سنتا؟ میں نے کہا: وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے ڈرتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اپنے خیمے سے نکلے اور بلند آواز سے پکارا: لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ. تعجب ہے کہ انھوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھنے کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کی سنت چھوڑ دی ہے۔

فائدہ: معلوم ہوتا ہے کہ عرفات میں لبیک کہنے میں اختلاف ہو گیا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ قائل تھے۔ ان کے سیاسی مخالفین نے دینی مسائل میں بھی ان کی مخالفت شروع کر دی، حالانکہ سیاسی مخالفت کا اثر مذہب اور مسلک پر نہیں پڑنا چاہیے۔ خیر! لبیک رمی تک وقفے وقفے سے کہتے رہنا چاہیے۔ عرفات ہو یا مزدلفہ۔ یہ جمہور کا مسلک ہے۔ بعض فقہاء، مثلاً: حسن بصری کے نزدیک یوم عرفہ کی صبح کے بعد لبیک نہیں کہنا چاہیے۔ اور بعض کے نزدیک وقوف شروع ہونے کے بعد لبیک ختم کر دیا جائے۔ مسلک جمہور ہی کی تائید صحیح احادیث سے ہوتی ہے، لہٰذا وہی درست ہے، باقی سب اقوال قیاسی ہیں۔

(المعجم ١٩٨) - اَلْخُطْبَةُ بِعَرَفَةَ قَبْلَ الصَّلَاةِ (التحفة ١٩٨)

باب:١٩٨- عرفات میں خطبہ نماز سے پہلے ہونا چاہیے

٣٠١٠- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ نُبَيْطٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ

٣٠١٠- حضرت نُبَیط رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو عرفات میں نماز سے پہلے ایک سرخ اونٹ پر خطبہ ارشاد فرماتے دیکھا۔

٣٠٠٩ـ [إسناده حسن] وهو في الكبرٰى، ح: ٣٩٩٣.

٣٠١٠ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، المناسك، باب الخطبة بعرفة، ح: ١٩١٦ من حديث سلمة به باختلاف السند، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٠٠٠. * سلمة رواه عن رجل من الحي ـ مجهول ـ عن أبيه كما في سنن أبي داود، وله شواهد عند أبي داود، ح: ١٩١٧ وغيره.



نُ عُمَرَ حِينَ زَالَتِ الشَّمْسُ ، وَأَنَا مَعَهُ ؛
ا ؟ فَخَرَجَ إِلَيْهِ الْحَجَّاجُ ، وَعَلَيْهِ مِلْحَفَةٌ
يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ ؟! قَالَ : الرَّوَاحَ ، إِنْ
هَذِهِ السَّاعَةَ ؟! فَقَالَ لَهُ : نَعَمْ ، فَقَالَ :
كَ ، فَانْتَظَرَهُ حَتَّى خَرَجَ ، فَسَارَ بَيْنِي وَبَيْنَ
أَنْ تُصِيبَ السُّنَّةَ ؛ فَأَقْصِرِ الْخُطْبَةَ وَعَجِّلِ
عُمَرَ كَيْمَا يَسْمَعَ ذَلِكَ مِنْهُ ، فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ

- صحيح : خ (١٦٦٠).

١٩٧- التَّلْبِيَةُ بِعَرَفَةَ

٣٠٠٦- عَن سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ ، قَالَ : كُنْتُ مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ بِعَرَفَاتٍ ، فَقَالَ : مَا لِي لا أَسْمَعُ النَّاسَ يُلَبُّونَ ؟ قُلْتُ : يَخَافُونَ مِنْ مُعَاوِيَةَ ، فَخَرَجَ ابْنُ عَبَّاسٍ مِنْ فُسْطَاطِهِ ، فَقَالَ : لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ ! فَإِنَّهُمْ قَدْ تَرَكُوا السُّنَّةَ مِنْ بُغْضِ عَلِيٍّ.

- صحيح الإسناد.

١٩٨- الْخُطْبَةُ بِعَرَفَةَ قَبْلَ الصَّلاةِ

٣٠٠٧- عَنْ نُبَيْطٍ ، قَالَ : رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَخْطُبُ عَلَى جَمَلٍ أَحْمَرَ بِعَرَفَةَ ، قَبْلَ الصَّلاةِ.

الطالب 313

كشف اللثام
شرح
عمدة الأحكام

تأليف
الإمام شمس الدين محمد بن أحمد بن سالم السفاريني
النابلسي الحنبلي

المجلد الرابع

نور الدين طالب

يمسك التّلبية في العمرة إذا استلمَ الحجرَ؛[1] و

ويقطعُها المفرِدُ أو القارِنُ إذا رمى جمرةَ ال

الفضل بنِ عبّاسٍ ـ رضي الله عنهما ـ، قال: ك

إلى مِنًى، فلم يزل يُلبّي حتّى رمى جمرةَ العقبةَ(

قال علماؤنا: يقطع التّلبيةَ بأوّلِ حَصاةٍ.

قال الإمام أحمد: يُلبّي حتّى يرميَ جمرةَ ال

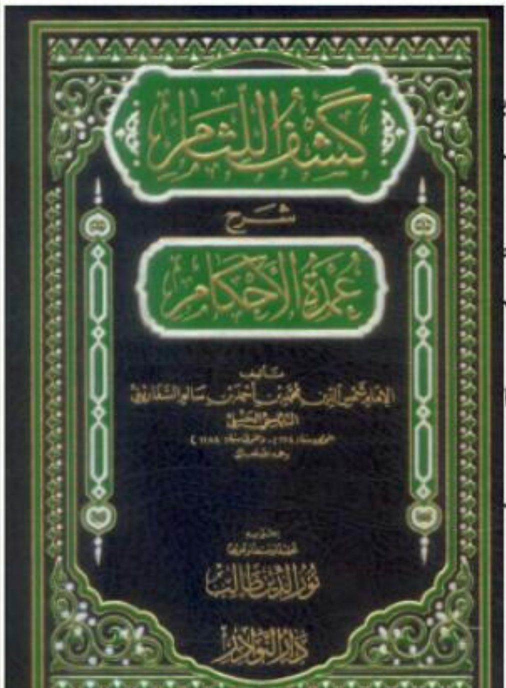
وفاقاً لأبي حنيفة، والشّافعي؛ لحديث

وغيرهما، وفي النّسائي: فلمّا رمى، قطع التّلبي

ورواه حنبل: قطعَ عندَ أوّلِ حصاةٍ.

وكان ابن عبّاس بعرفةَ، فقال: مالي لا أسمع النّاس يلبّون؟ فقال سعيد بن جبير: يخافون من معاويةَ، فخرج ابنُ عبّاس من فُسطاطه، فقال: لَبَّيْكَ؛ فإنَّهم تركوا السنَّةَ من بغض علي، رواه النّسائي بإسناد جيد[4].

* * *



(١) رواه أبو داود (١٨١٧)، كتاب: المناسك،
والترمذي (٩١٩)، كتاب: الحج، باب: ما ج

(٢) رواه البخاري (١٦٠١)، كتاب: الحج، باب
يرمي الجمرة، ومسلم (١٢٨١)، كتاب: الح
التلبية حتى يشرع في رمي جمرة العقبة يوم الن
عباس أخبره. . .، الحديث.

(٣) رواه النسائي (٣٠٨٠)، كتاب: المناسك، با
جمرة العقبة.

(٤) رواه النسائي (٣٠٠٦)، كتاب: المناسك، باب
لابن مفلح (٣/ ٢٥٦).

صحیح ابن خزیمة مترجم

مؤلف

امام الائمة ابی بکر محمد بن اسحاق بن خزیمة السلمي النیسابوری ۲۲۳ – ۳۱۱ ھ

تحقیق، تخریج، تعلیق، تقدیم

الدکتور محمد مصطفی الاعظمی حفظہ اللہ

جلد سوم

مراجعت مع افادات

الشیخ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ

دار العلم ممبئی

٢٨٣٠- حَدَّثَنَا علي بن مسلم، حَدَّثَنَا خالد بن مخلد، حَدَّثَنَا علي بن صالح عن ميسرة بن حبيب، عن المنهال بن عمرو، عن سعيد بن جبير قال: كنا مع ابن عباس بعرفة، فقال لي:

٢٨٣٠- ❷ (امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں) ہمیں علی بن مسلم نے' وہ کہتے ہیں ہمیں خالد بن مخلد نے' وہ کہتے ہیں ہمیں علی بن صالح نے میسرہ بن حبیب سے' انہوں نے منہال بن عمرو سے' انہوں نے سعید بن جبیر سے بیان کیا' وہ فرماتے ہیں: ''ہم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ عرفہ میں تھے تو حضرت ابن

❶ بخاری: کتاب الصوم باب رقم ٦٥ من طرفي ابن وهب

❷ اس کی اسناد صحیح ہے۔ نسائی: ٥/٢٠٣-٢٠٤ من طريق خالد۔ المستدرك: ١/٤٦٤-٤٦٥

يا سعيد! ما لي لا أسمع الناس يلبون؟ فقلت يخافون من معاوية. قال: فخرج ابن عباس من فسطاطه، فقال: لبيك اللهم، لبيك فإنهم قد تركوا السنة من بغض علي.

قال أبو بكر: في أخبار النبي ﷺ أنه لم يزل يلبي حتى رمى الجمرة، بيان أنه كان يلبي بعرفات.

عباس رضی اللہ عنہما نے مجھے ارشاد فرمایا: ''اے سعید! کیا بات ہے، مجھے لوگوں کے تلبیہ پڑھنے کی آوازیں نہیں آ رہیں؟ میں نے عرض کیا: ''لوگ معاویہ رضی اللہ عنہ سے ڈرتے ہیں۔ سعید کہتے ہیں: ''پس حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اپنے خیمے سے نکلے اور (تلبیہ پڑھتے ہوئے) کہا: ''لبيك اللهم لبيك۔'' بے شک ان لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بغض میں تلبیہ ترک کر دیا ہے۔''

امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حدیث نبوی کہ: ''آپ ﷺ رمی جمرہ تک تلبیہ پڑھتے ❶ رہے۔'' میں اس بات کا بیان ہے کہ آپ ﷺ نے عرفات میں بھی تلبیہ پڑھا تھا۔

٢٥٤- باب إباحة الزيادة على التلبية في الموقف بعرفة بأن الخير خير الآخرة

٢٥٤- باب: میدانِ عرفات میں خاص وقوف کی جگہ تلبیہ کے ساتھ اضافی الفاظ ''ان الخير خير الاخرة'' کو زائد کہنے کا بیان

٢٨٣١- حَدَّثَنَا جَمِيلُ بْنُ الْحَسَنِ الْجَهْضَمِيُّ، حَدَّثَنَا مَحْبُوبُ بْنُ الْحَسَنِ، حَدَّثَنَا دَاوُدُ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَقَفَ بِعَرَفَاتٍ، فَلَمَّا قَالَ: "لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ." قَالَ: "إِنَّمَا الْخَيْرُ خَيْرُ الْآخِرَةِ."

٢٨٣١- ❷ (امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں) ہمیں جمیل بن حسن جہضمی نے' وہ کہتے ہیں ہمیں محبوب بن حسن نے' وہ کہتے ہیں ہمیں داؤد نے عکرمہ سے' انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا' وہ فرماتے ہیں: ''نبی کریم ﷺ نے عرفات میں وقوف کیا۔ پس جب آپ ﷺ نے ''لبيك اللهم لبيك'' کہا تو (اس کے ساتھ ان کلمات کا اضافہ کرتے ہوئے) کہا: ''انما الخير خير الاخره'' (بے شک بھلائی تو آخرت کی بھلائی ہے)۔

٢٥٥- باب فضل حفظ البصر والسمع واللسان يوم عرفة

٢٥٥- باب: عرفہ کے دن نگاہ، کان اور زبان کی حفاظت کرنے کی فضیلت کا بیان

٢٨٣٢- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ مَرْزُوقٍ، حَدَّثَنَا أَسَدُ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ (ح) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ

٢٨٣٢- ❸ (امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں) ہمیں نصر بن مرزوق نے' وہ کہتے ہیں ہمیں اسد بن موسیٰ نے' وہ کہتے ہیں ہمیں اسرائیل نے بیان کیا: (دوسری سند) اور ہمیں محمد بن رافع نے یحییٰ بن آدم سے بیان کیا' وہ

❶ اس میں حدیث رقم ٢٨٢٥ کی طرف اشارہ ہے۔ نسیم

❷ اس کی اسناد حسن ہے۔ المستدرك: ١/٤٦٥ من طريق جميل بن الحسن

❸ بخاری: کتاب الحج باب رقم ١ (میں کہتا ہوں؛ لیکن بخاری میں اس قصہ کے دوران افاضہ، اعرابی اور تلبیہ کا ذکر نہیں۔ اور وہاں یہ روایت ابواسحاق کے علاوہ سے ہے۔ اور ابواسحاق کا نام عمرو بن عبداللہ سبیعی ہے۔ یہ مدلس اور مختلط تھا۔ اور میرا گمان ہے کہ یہ روایت بھی اس کی تخالیط میں سے ہے۔ ناصر)

الأحاديث المختارة

أو

المستخرج من الأحاديث المختارة
مما لم يخرجه البخاري ومسلم في صحيحيهما

تصنيف

الشيخ الإمام العلامة

ضياء الدين أبي عبد الله محمد بن عبد الواحد بن أحمد بن
عبد الرحمن الحنبلي المقدسي

٥٦٧-٦٤٣هـ



دراسة وتحقيق

أ.د. عبد الملك بن عبد الله بن دهيش

٤٠٣ ـ أخبرنا أبو الفتح عبد الله بن أحمد بن أبي الفتح الخِرَقيّ ـ أنّ عبد الرحمٰن بن حمد بن الحسن الدُّوبي أخبرهم، ابنا أحمد بن الحسين بن الكسار الدِّيْنَوَرِيّ، ابنا أحمد بن محمّد بن إسحاق بن السّنّي، ثنا أحمد بن شعيب النسائي، ابنا أحمد بن عثمان بن حكيم الأَوْدِيّ، عن خالد بن مَخْلَد، ثنا علي بن صالح، عن مَيْسرةَ بن حبيب، عن المِنْهال بن عمرو، عن سعيد بن جُبَيْر ـ قالَ: كنتُ معَ ابنِ عباسٍ بعرفاتٍ، فقالَ: ما لي لا أسمعُ الناسَ يلبُّونَ، فقلتُ: يخافونَ

---

٤٠٣ ـ إسناده حسن.

فيه خالد بن مخْلد: هو القَطَواني، صدوق يتشيع، وله أفراد.

والمنهال بن عمرو: صدوق ربما وهم.

والحديث عند النسائي في «المجتبىٰ» ٥/ ٢٥٣، كتاب «الحج» ـ باب: التلبية بعرفة، (٣٠٠٦).

والقسطاط: قال الزمخشري: هو ضرْبٌ من الأبنية في السفر دون السُّرادق. أهـ كذا في «النهاية» ٣/ ٤٤٥.

(١) سورة «الصف»، الآية (١٤).

(٢) في «الكبرىٰ» ٦/ ٤٨٩ ـ ٤٩٠، كتاب «التفسير» ـ باب: قوله تعالى: ﴿فآمنت طائفة من بني إسرائيل وكفرت طائفة﴾.

مِنْ معاويةَ، فخرجَ ابنُ عباسٍ مِنْ فُسْطاطِهِ، فقالَ: لبّيكَ اللهمَّ لبيكَ لبّيكَ، فإنّهم قدْ تركوا السنةَ مِنْ بُغْضِ عليٍّ.

كتاب

الفروع

شيخ الإسلام العلامة الفقيه المحدث
شمس الدين محمد بن مفلح المقدسي
(ت ٧٦٣ هـ)

ومعه تصحيح الفروع

للعلامة علاء الدين أبو الحسن علي بن سليمان بن أحمد المرداوي

طبعة كاملة، ضبط نصها، وبوبت فصولها،
مخرجة الأحاديث، ومزودة بفهرس للمحتويات.

رائد بن صبري بن أبي علفة

بيت الأفكار الدولية

وَيُعْتَبَرُ أَنْ تُسْمِعَ امْرَأَةٌ نَفْسَهَا بِهَا (و) وَالسُّنَّةُ أَنْ لا تَرْفَعَ صَوْتَهَا، حَكَاهُ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ (ع).

وَيُكْرَهُ جَهْرُهَا أَكْثَرَ مِنْ قَدْرِ سَمَاعِ رَفِيقَتِهَا خَوْفَ الْفِتْنَةِ (و ش) وَمَنَعَهَا فِي الْوَاضِحِ، وَمِنْ أَذَانٍ أَيْضًا.

وَعَلَى قَوْلِنَا: صَوْتُهَا عَوْرَةٌ تُمْنَعُ، كَبَعْضِ الشَّافِعِيَّةِ، وَظَاهِرُ كَلامِ بَعْضِ أَصْحَابِنَا: أَنْ تَقْتَصِرَ عَلَى إِسْمَاعِ نَفْسِهَا، وَهُوَ مُتَّجِهٌ (و ش) وَفِي كَلامِ أَبِي الْخَطَّابِ وَالشَّيْخِ، والمستوعب وَجَمَاعَةٍ: لا تَرْفَعُ إِلاَّ بِقَدْرِ مَا تُسْمِعُ رَفِيقَتَهَا.

وَلا تُشْرَعُ إِلاَّ بِالْعَرَبِيَّةِ إِنْ قَدِرَ، كَأَذَانٍ وَذِكْرٍ وَصَلاةٍ، وَلَمْ يُجَوِّزْ أَبُو الْمَعَالِي الأَذَانَ بِغَيْرِ الْعَرَبِيَّةِ إِلاَّ لِنَفْسِهِ مَعَ عَجْزِهِ.

وَهَلْ يُسْتَحَبُّ ذِكْرُ نُسُكِهِ فِيهَا؟ فِيهِ وَجْهَانِ (م ٨)[1].

وَيُسْتَحَبُّ لِلْقَارِنِ ذِكْرُ الْعُمْرَةِ قَبْلَ الْحَجِّ، نَصَّ عَلَيْهِ، لِقَوْلِ أَنَسٍ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ «لَبَّيْكَ عُمْرَةً وَحَجًّا». مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَذَكَرَ الآجُرِّيُّ الْحَجَّ قَبْلَ الْعُمْرَةِ، وَأَنَّهُ يَذْكُرُ نُسُكَهُ فِيهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ

وَيَقْطَعُ الْحَاجُّ التَّلْبِيَةَ عِنْدَ رَمْيِ أَوَّلِ حَصَاةٍ مِنْ جَمْرَةِ الْعَقَبَةِ.

قَالَ أَحْمَدُ: يُلَبِّي حَتَّى يَرْمِيَ جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ يَقْطَعُ عِنْدَ أَوَّلِ حَصَاةٍ (و هـ ش)؛ لأَنَّ فِي «الصَّحِيحَيْنِ» (خ: ١٤٦٩، م: ١٢٨١) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: «أَنَّ أُسَامَةَ كَانَ رِدْفَ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ عَرَفَةَ إِلَى الْمُزْدَلِفَةِ، ثُمَّ أَرْدَفَ الْفَضْلَ مِنْ مُزْدَلِفَةَ إِلَى مِنًى، فَكِلاهُمَا قَالَ: لَمْ يَزَلِ النَّبِيُّ ﷺ يُلَبِّي حَتَّى رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ».

وَلِلنَّسَائِيِّ (٤٠٨٦): «فَلَمَّا رَمَى قَطَعَ التَّلْبِيَةَ»، وَرَوَاهُ حَنْبَلٌ: «قَطَعَ عِنْدَ أَوَّلِ حَصَاةٍ».

وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ بِعَرَفَةَ فَقَالَ: مَالِي لا أَسْمَعُ النَّاسَ يُلَبُّونَ؟ فَقَالَ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ: يَخَافُونَ مِنْ مُعَاوِيَةَ.

---

(١) (مسألة – ٨): قوله: (وهل يستحبُّ ذكر نسكه فيها يعني في التَّلبية؟ فيه وجهان). انتهى.

أحدهما: يستحبُّ، وهو الصَّحيح.

قدَّمه الشَّيخ في المغني والشَّارح ونصراه، وقدَّمه في الفائق، وابن رزين في شرحه، واختاره في الرِّعاية الكبرى.

والوجه الثَّاني: لا يستحبُّ، جزم به في الهداية والمستوعب.

قلت: وهو ظاهر كلام كثير من الأصحاب، فهذه ثمان مسائل في هذا الباب.

فَخَرَجَ ابْنُ عَبَّاسٍ مِنْ فُسْطَاطِهِ فَقَالَ: لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ، فَإِنَّهُمْ قَدْ تَرَكُوا السُّنَّةَ مِنْ بُغْضِ عَلِيٍّ.

رَوَاهُ النَّسَائِيُّ (٣٠٠٦) بِإِسْنَادٍ جَيِّدٍ، وَفِيهِ خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ ثِقَةٌ، لَكِنَّهُ شِيعِيٌّ لَهُ مَنَاكِيرُ.

«وَلَبَّى النَّبِيُّ ﷺ بِمُزْدَلِفَةَ»، قَالَهُ ابْنُ مَسْعُودٍ.

رَوَاهُ مُسْلِمٌ (١٢٨٣).

«وَلَبَّى مِنْ مِنًى إِلَى عَرَفَةَ، فَقِيلَ لَهُ: لَيْسَ يَوْمَ تَلْبِيَةٍ بَلْ يَوْمُ تَكْبِيرٍ، فَقَالَ: أَجَهِلَ النَّاسُ أَمْ نَسُوا»؟ «خَرَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَمَا تَرَكَ التَّلْبِيَةَ حَتَّى رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ إِلاَّ أَنْ يُخَالِطَهَا تَكْبِيرٌ أَوْ تَهْلِيلٌ».

رَوَاهُ أَحْمَدُ (١/ ٤١٧).

وَلأَنَّهُ يَتَحَلَّلُ بِشُرُوعِهِ فِي الرَّمْيِ فَيَقْطَعُهَا كَالْمُعْتَمِرِ بِشُرُوعِهِ فِي الطَّوَافِ، بِخِلافِ مَا قَبْلَهُ.

وَأَصَحُّ رِوَايَتَيْ مَالِكٍ: يَقْطَعُ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ مِنْ يَوْمِ عَرَفَةَ، لِمَا سَبَقَ فِي إِظْهَارِهَا.

وَلِمَالِكٍ (١/ ٣٤٣) عَنْ نَافِعٍ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقْطَعُ التَّلْبِيَةَ فِي الْحَجِّ إِذَا انْتَهَى إِلَى الْحَرَمِ حَتَّى يَطُوفَ بِالْبَيْتِ ثُمَّ يَسْعَى ثُمَّ يُلَبِّيَ حِينَ يَغْدُو مِنْ مِنًى إِلَى عَرَفَةَ، فَإِذَا غَدَا تَرَكَ التَّلْبِيَةَ، وَكَانَ يَقْطَعُ التَّلْبِيَةَ حِينَ يَدْخُلُ الْحَرَمَ.

وَيَقْطَعُهَا الْمُعْتَمِرُ وَالْمُتَمَتِّعُ بِشُرُوعِهِ فِي الطَّوَافِ، نَصَّ عَلَيْهِ (و هـ ش) وَهُوَ مَعْنَى قوله: إِذَا اسْتَلَمَ الْحَجَرَ، فَلا وَجْهَ لِذِكْرِهِ، خِلافًا لِمَا رَوَى التِّرْمِذِيُّ (٩١٩) وَصَحَّحَهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ يَرْفَعُ الْحَدِيثَ: «أَنَّهُ كَانَ يُمْسِكُ عَنِ التَّلْبِيَةِ فِي الْعُمْرَةِ إِذَا اسْتَلَمَ الْحَجَرَ».

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: يُلَبِّي الْمُعْتَمِرُ حَتَّى يَسْتَلِمَ الْحَجَرَ، صَحِيحٌ رَوَاهُ جَمَاعَةٌ، وَرَوَاهُ أَبُو دَاوُد (١٨١٧) مَرْفُوعًا مِنْ رِوَايَةِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، وَهُوَ ضَعِيفٌ عِنْدَ الأَكْثَرِ؛ وَلأَنَّهُ لا يَتَحَلَّلُ قَبْلَهُ، فَلا يَقْطَعُهَا، كَمَا قَبْلَ مَحَلِّ النِّزَاعِ.

وَعِنْدَ مَالِكٍ: يَقْطَعُ إِذَا وَصَلَ الْحَرَمَ إِنْ أَحْرَمَ مِنَ الْمِيقَاتِ، وَإِنْ أَحْرَمَ مِنْ أَدْنَى الْحِلِّ فَإِذَا رَأَى الْبَيْتَ.

وَقَالَ الْخِرَقِيُّ: يَقْطَعُهَا إِذَا وَصَلَ الْبَيْتَ.

وجزم به فِي الْمُسْتَوْعِبِ وَغَيْرِهِ، وَعَنْ أَحْمَدَ: بِرُؤْيَتِهِ، وَحُمِلا عَلَى الأَوَّلِ.

وَلا بَأْسَ بِهَا فِي طَوَافِ الْقُدُومِ، قَالَهُ أَحْمَدُ وَالأَصْحَابُ، لِمَا سَبَقَ، وَلإِمْكَانِ الْجَمْعِ، وَلا دَلِيلَ لِلْكَرَاهَةِ، وَحَكَى الشَّيْخُ عَنْ أَبِي الْخَطَّابِ: لا يُلَبِّي؛ لأَنَّهُ مُشْتَغِلٌ بِذِكْرٍ يَخُصُّهُ، قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ: مَا رَأَيْنَا أَحَدًا يَقْتَدِي بِهِ يُلَبِّي حَوْلَ الْبَيْتِ إِلاَّ عَطَاءَ بْنَ السَّائِبِ، وَهُوَ جَدِيدُ قَوْلَيِ الشَّافِعِيِّ، وَالْقَدِيمُ: يُسْتَحَبُّ

ـ[جامع الأصول في أحاديث الرسول]ـ

المؤلف: مجد الدين أبو السعادات المبارك بن محمد بن محمد بن محمد ابن عبد الكريم الشيباني الجزري ابن الأثير (المتوفى: 606هـ)

تحقيق: عبد القادر الأرنؤوط - التتمة تحقيق بشير عيون

الناشر: مكتبة الحلواني - مطبعة الملاح - مكتبة دار البيان

(1) 5 / 253 في الحج، باب التلبية بعرفات، وإسناده حسن.

Mأخرجه النسائي (5/253) قال: أخبرنا أحمد بن عثمان بن حكيم الأودي. وابن خزيمة (2830) قال: حدثنا علي بن مسلم.

كلاهما - أحمد بن عثمان، وعلي بن مسلم - قالا: حدثنا خالد بن مخلد. قال: حدثنا علي بن صالح عن ميسرة بن حبيب عن المنهال بن عمرو عن سعيد بن جبير، فذكره.


الفقه المُيسَّر
للطفل المسلم
الشيخ
محمود المصري
أبو عمار
كتاب الطهارة
كتاب الصلاة
كتاب الجنائز
كتاب الزكاة
كتاب الصيام
كتاب الحج

والحاصل: أن حجه صحيح سواء وقف بالنهار فقط أو بالليل فقط، ولكن السنة والكمال أن يقف من بعد الزوال حتى تغيب الشمس[١].

* * *

س: ما هي سنن وآداب الوقوف بعرفة والإفاضة منها؟

ج: • سنن وآداب الوقوف بعرفة والإفاضة منها:

١- الوقوف عند الصخرات: يجوز للحاج أن يقف في أي مكان من عرفة، ويستحب أن يقف عند الصخرات المفترشات في أسفل جبل الرحمة، وهو الجبل الذي بوسط أرض عرفات.

٢، ٣- استقبال القبلة ورفع اليدين بالدعاء: لما في حديث جابر: «واستقبل القبلة...».

وقال ﷺ: «**خير الدعاء عرفة، وخير ما قلت أنا والنبيون من قبلي: لا إله إلا الله وحده لا شريك له، له الملك وله الحمد، وهو على كل شيء قدير**»[٢].

٤- التلبية: لحديث سعيد بن جبير قال: كنا مع ابن عباس، فقال لي: يا سعيد ما لي لا أسمع الناس يلبُّون؟ فقلت: يخافون من معاوية، قال: فخرج ابن عباس من فسطاطه فقال: لبيك اللهم لبيك، فإنهم قد تركوا السنة من بغض علي رضي الله عنه[٣].

٥- أن تكون مفطرًا لا صائمًا: لحديث ميمونة: «أن الناس شكُّوا

---

(١) تمام المنة (٢/ ٣٥١-٣٥٢).

(٢) صحيح: أخرجه الترمذي (٣٥٨٥)، وصححه الشيخ الألباني في السلسلة الصحيحة (١٥٠٣).

(٣) صحيح: رواه الحاكم، والبيهقي، وصححه الشيخ الألباني في حجة النبي (ص ٧٤).

مستدرک الحاکم...

وعلى آله وسلم قال: «ما من يوم أكثر من أن يعتق اللَّه فيه عبدًا من النار من يوم عرفة وإنه ليدنو ثم يباهي الملائكة فيقول: ما أراد هؤلاء».

هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه.

١٧٠٨- أخبرنا إسحاق بن محمد بن خالد الهاشمي بالكوفة ثنا أحمد بن حازم بن أبي عزرة(*) الغفاري ثنا خالد بن مخلد القطواني.

وأخبرني أبو سعيد عبد الرحمن بن أحمد المؤذن ثنا محمد بن إسحاق الإمام ثنا علي بن مسلم ثنا خالد بن مخلد ثنا علي بن مسهر عن ميسرة بن حبيب عن المنهال بن عمرو عن سعيد بن جبير قال: كنا مع ابن عباس بعرفة فقال لي: يا سعيد ما لي لا أسمع الناس يلبون؟ فقلت: يخافون من معاوية قال: فخرج ابن عباس من فسطاطه فقال: لبيك اللهم لبيك، فإنهم قد تركوا السنة من بغض علي رضي اللَّه عنه.

هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه.

١٧٠٩- حدثني أبو سعيد بن أبي بكر بن أبي عثمان ثنا الهيثم بن خلف الدوري ثنا جميل بن الحسن الجهضمي ثنا محبوب بن الحسن ثنا داود بن أبي هند عن عكرمة عن ابن عباس رضي اللَّه عنهما أن رسول اللَّه صلى اللَّه عليه وعلى آله وسلم وقف بعرفات فلما قال: «لبيك اللهم لبيك» قال: «إنما الخير خير الآخرة».

قد احتج البخاري بعكرمة واحتج مسلم بداود وهذا الحديث صحيح لم يخرجاه.

١٧١٠- حدثنا محمد بن صالح بن هاني ثنا أحمد بن نصر ثنا أبو نعيم الفضل بن دكين ثنا يونس ابن أبي إسحاق عن مجاهد عن أبي هريرة رضي اللَّه عنه قال: قال رسول اللَّه صلى اللَّه عليه وعلى آله وسلم: «إن اللَّه يباهي بأهل عرفات أهل السماء فيقول لهم: انظروا إلى عبادي جاءوني شعثًا غبرًا».

هذا حديث صحيح على شرط الشيخين[1] ولم يخرجاه.

حجة النبي صلى الله عليه وسلم

كما رواها عنه جابر رضي الله عنه

خذوا عني مناسككم فإني لا أدري
لعلي لا أحج بعد عامي هذا
حديث شريف

تأليف

محمد ناصر الدين الألباني

منشورات المكتب الإسلامي

٦٥ – فلم يزل واقفاً حتى غربت الشمس وذهبت الصفرة قليلا حتى غاب القرص(٦٥).

٦٦ – [وقال: وقفت ههنا وعرفة كلها موقف: د ن مي مج جا حا حم].

٦٧ – وأردف أسامة [ابن زيد: مج جا هق] خلفه.

←« كنا مع ابن عباس بعرفة، فقال لي: ياسعيد مالي لا أسمع الناس يلبون؟ فقلت: يخافون من معاوية، قال فخرج ابن عباس من فسطاطه فقال: لبيك اللهم لبيك. فإنهم قد تركوا السنة من بغض علي رضي الله عنه».

أخرجه الحاكم (٤٦٤/١ - ٤٦٥) والبيهقي (١١٣/٥) من طريق ميسرة بن حبيب عن المنهال بن عمرو عنه. وقال الحاكم: «صحيح على شرط الشيخين». و وافقه الذهبي !

قلت: ميسرة ماأخرجا له شيئاً، والمنهال إنما خرج له البخاري وحده.

ثم روى الطبراني في «الأوسط» (١/١١٥/٢) والحاكم من طريق أخرى عن ابن عباس أن رسول الله صلى الله عليه وسلم وقف بعرفات، فلما قال: لبيك اللهم لبيك قال: إنما الخير خير الآخرة. وسنده حسن، وصححه الحاكم ووافقه الذهبي.

وفي الباب عن ميمونة زوج النبي صلى الله عليه وسلم من فعلها. أخرجه البيهقي.

(٦٥) وكان صلى الله عليه وسلم في موقفه هذا مفطراً فقد أرسلت إليه أم الفضل بقدح لبن وهو واقف على بعيره فشربه. كما في «الصحيحين» عنها.

(٩٤٤٧)أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْعَلَوِيُّ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ ابْنِ الشَّرْقِيِّ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سَعِيدٍ النَّسَوِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ صَالِحٍ عَنْ مَيْسَرَةَ بْنِ حَبِيبٍ النَّهْدِيِّ عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ : كُنَّا عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ بِعَرَفَةَ فَقَالَ : يَا سَعِيدُ مَا لِي لاَ أَسْمَعُ النَّاسَ يُلَبُّونَ؟ قُلْتُ : يَخَافُونَ مُعَاوِيَةَ فَخَرَجَ ابْنُ الْعَبَّاسِ مِنْ فُسْطَاطِهِ فَقَالَ : لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ وَإِنْ رَغِمَ أَنْفُ مُعَاوِيَةَ اللَّهُمَّ الْعَنْهُمْ فَقَدْ تَرَكُوا السُّنَّةَ مِنْ بُغْضِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ.

[حسن۔ نسائی ٢٠٠٦۔ ابن خزیمه ٢٨٣٠]

(٩٤٤٧) سعید بن جبیر فرماتے ہیں کہ ہم ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس عرفہ میں تھے تو انہوں نے کہا: سعید! کیا وجہ ہے کہ میں لوگوں کو تلبیہ کہتے نہیں سنتا۔ میں نے کہا: وہ معاویہ رضی اللہ عنہ سے ڈرتے ہیں تو وہ اپنے خیمہ سے نکلے اور کہا: لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ اگرچہ معاویہ کی ناک خاک آلود ہو جائے، اے اللہ! ان پر لعنت کر، انہوں نے علی رضی اللہ عنہ سے بغض کی وجہ سے سنت کو چھوڑ دیا ہے۔

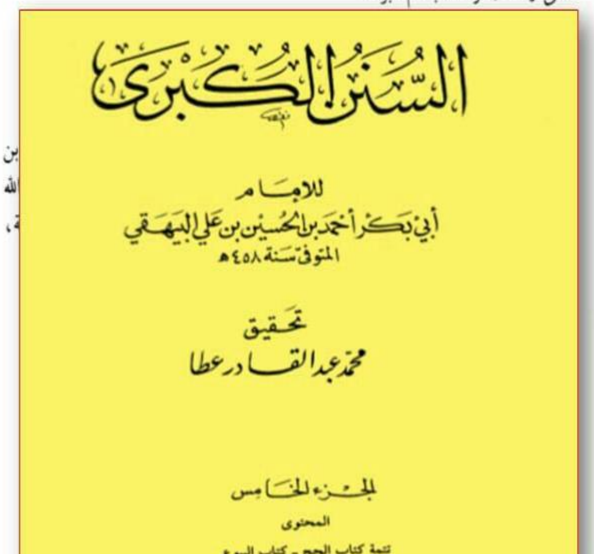
/ ٩٤٤٥ ـ أخبرنا أبو محمد عبد الله بن يوسف الأصبهاني، أنبأ أبو سعيد ابن ١٣
الأعرابي، ثنا سعدان (ح) وأخبرنا أبو الحسين بن بشران ببغداد، أنبأ إسماعيل بن محمد الصفار، ثنا سعدان بن نصر، ثنا سفيان، عن سعد بن إبراهيم ذكره، عن عبد الرحمن بن الأسود أن أباه رقى إلى ابن الزبير يوم عرفة، فقال: ما منعك أن تهل فقد سمعت عمر بن الخطاب رضي الله عنه يهل في مكانك هذا فأهل ابن الزبير.

٩٤٤٦ ـ أخبرنا أبو عبد الله الحافظ، ثنا أبو العباس محمد بن يعقوب، ثنا أحمد بن شيبان الرملي، ثنا سفيان بن عيينة، عن زيد بن أسلم، عن عطاء بن يسار، عن ابن عباس قال: سمعت عمر رضي الله عنه يهل بالمزدلفة فقلت له: يا أمير المؤمنين فيم الإهلال، قال: وهل قضينا نسكنا.

٩٤٤٧ ـ أخبرنا أبو الحسن محمد بن الحسين العلوي، أنبأ عبد الله بن محمد بن الحسن ابن الشرقي، ثنا علي بن سعيد النسوي، ثنا خالد بن مخلد، ثنا علي بن صالح، عن ميسرة بن حبيب النهدي، عن المنهال بن عمرو، عن سعيد بن جبير، قال: كنا عند ابن عباس بعرفة فقال: يا سعيد مالي لا أسمع الناس يلبون، فقلت: يخافون معاوية، فخرج ابن عباس من فسطاطه فقال: لبيك اللهم لبيك وإن رغم أنف معاوية، اللهم العنهم فقد تركوا السنة من بغض علي رضي الله عنه.

٩٤٤٨ ـ أخبرنا أبو عبد الله الحافظ، ثنا أبو العباس هو الأصم، ثنا أبو يحيى زكريا بن يحيى بن أسد، ثنا سفيان، عن عبيد الله هو ابن أبي يزيد سمع ابن عباس يقول: تلبي حتى تأتي حرمك إذا رميت الجمرة.

٩٤٤٩ ـ أخبرنا علي بن أحمد بن عبدان، أنبأ أحمد بن عبيد، ثنا عبيد بن شريك، ثنا أبو الجماهر، ثنا عبد العزيز، عن إبراهيم بن عقبة، عن كريب مولى ابن عباس، قال: أرسلني ابن عباس مع ميمونة زوج النبي ﷺ يوم عرفة فاتبعت هودجها فلم أزل أسمعها تلبي حتى رمت جمرة العقبة ثم كبرت.



مَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا

صحیح بخاری

جلد پنجم

امیر المومنین فی الحدیث سید الفقہاء

حضرت الامام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ وتشریح

حضرت مولانا محمد داؤد راز رحمۃ اللہ علیہ

نظرِ ثانی

حضرت العلام مولانا عبدالسلام بستوی رحمۃ اللہ علیہ　　حضرت العلام مولانا ابو محمد عبدالجبار سلفی رحمۃ اللہ علیہ

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

فِيهَا، فَسَارَّهَا بِشَيْءٍ فَبَكَتْ، ثُمَّ دَعَاهَا فَسَارَّهَا فَضَحِكَتْ قَالَتْ : فَسَأَلْتُهَا عَنْ ذَلِكَ)). [راجع: ٣٦٢٣]

آہستہ سے کوئی بات کہی تو وہ رونے لگیں پھر آنحضرت ﷺ نے انہیں بلایا اور آہستہ سے کوئی بات کہی تو وہ ہنسنے لگیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر میں نے ان سے اس کے متعلق پوچھا۔

٣٧١٦- ((فَقَالَتْ: سَارَّنِي النَّبِيُّ ﷺ فَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ يُقْبَضُ فِي وَجَعِهِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ فَبَكَيْتُ، ثُمَّ سَارَّنِي فَأَخْبَرَنِي أَنِّي أَوَّلُ أَهْلِ بَيْتِهِ أَتْبَعُهُ فَضَحِكْتُ)). [راجع: ٣٦٢٤]

(۳۷۱۶) تو انہوں نے بتایا کہ پہلے مجھ سے حضور ﷺ نے آہستہ سے یہ فرمایا تھا کہ حضور ﷺ اپنی اسی بیماری میں وفات پا جائیں گے' میں اس پر رونے لگی۔ پھر مجھ سے حضور ﷺ نے آہستہ سے فرمایا کہ آپؐ کے اہل بیت میں سب سے پہلے میں آپؐ سے جاملوں گی۔ اس پر میں ہنسی تھی۔

تشریح جیسا آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا کہ آپ کی وفات کے تقریباً چھ ماہ بعد حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کا انتقال ہو گیا۔ آنحضرت ﷺ نے یہ خبر وحی الٰہی کے ذریعہ سے دی تھی کیونکہ آپ عالم الغیب نہیں تھے۔ ہاں اللہ پاک کی طرف سے جو معلوم ہو جاتا وہ فرماتے اور پھر وہ حرف بہ حرف پورا ہو جاتا۔ عالم الغیب اسکو کہتے ہیں جو خود بخود بغیر کسی کے بتلائے غیب کی خبریں پیش کر سکے۔ یہ علم غیب صرف اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے اور کوئی نبی و ولی غیب دان نہیں ہیں۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کی زبانی اعلان کرا دیا ہے کہ کہہ دو میں غیب جاننے والا نہیں ہوں۔ اگر آپ غیب داں ہوتے تو جنگ احد کا عظیم حادثہ پیش نہ آتا۔

١٣- بَابُ مَنَاقِبِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

باب حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ((هُوَ حَوَارِيُّ النَّبِيِّ ﷺ)). وَسُمِّيَ الْحَوَارِيُّونَ لِبَيَاضِ ثِيَابِهِمْ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ وہ نبی کریم ﷺ کے حواری تھے اور انہیں۔ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حوارین کو) ان کے سفید کپڑوں کی وجہ سے کہتے ہیں (بعض لوگوں نے ان کو دھوبی بتلایا ہے)

آپ کی کنیت ابو عبداللہ قریشی ہے۔ ان کی والدہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا عبدالمطلب کی بیٹی اور حضور ﷺ کی پھوپھی ہیں۔ سولہ سال کی عمر میں اسلام لائے۔ ان کے چچا نے دھوئیں میں ان کا دم گھونٹ دیا تاکہ یہ اسلام چھوڑ دیں۔ مگر یہ ثابت قدم رہے۔ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ جملہ غزوات میں شریک رہے۔ لمبے قد اور گورے رنگ کے تھے۔ ایک ظالم عمرو بن جرموز نامی نے بصرہ کی سرزمین پر ۳۶ھ میں بعمر چونسٹھ سال ان کو شہید کر دیا۔ وادی سباع میں دفن ہوئے' پھر ان کو بصرہ میں منتقل کیا گیا۔ (رضی اللہ عنہ)

٣٧١٧- حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ قَالَ ((أَصَابَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ رُعَافٌ شَدِيدٌ سَنَةَ الرُّعَافِ حَتَّى حَبَسَهُ عَنِ الْحَجِّ وَأَوْصَى، فَدَخَلَ عَلَيْهِ رَجُلٌ

(۳۷۱۷) ہم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا' کہا ہم سے علی بن مسہر نے' ان سے ہشام بن عروہ نے' ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ مجھے مروان بن حکم نے خبر دی کہ جس سال نکسیر پھوٹنے کی بیماری پھوٹ پڑی تھی اس سال عثمان رضی اللہ عنہ کی اتنی سخت نکسیر پھوٹی کہ آپ حج کے لئے بھی نہ جا سکے اور (زندگی سے مایوس ہو کر) وصیت بھی کر دی' پھر ان کی خدمت میں قریش کے ایک صاحب گئے اور کہا کہ

نبی(ص) کی پیشنگوئی اور محدث کا فہم مع حقیقتِ امیرِ معاویہ.....رسول اللہ(ص) نے فرمایا کہ جو سب سے پہلے میری سنت کو بدلیگا وہ شخص بنی امیہ سے ہو گا.. امام البانی نے حدیث کو صحیح کہا اور اپنا فہم لکھا کہ اس سے مراد وہ شخص ہے جس نے خلیفہ کے چناؤ کے طریقہ کو بدل دیا اور اسے اپنی وراثت بنا دیا.پہلے خلیفہ بنی امیہ کے حضرت عثمان تھے لیکن انھوں نے خلافت کو وراثت نہیں بنایا دوسرے بنی امیہ کے حاکم امیرِ معاویہ تھے جنھوں نے اپنے بیٹے یزید کیلیئے اپنی زندگی میں بیعت لی.(بخاری).حیرت ہے کہ جب ہم امام حسن علیہ السلام کی امیرِ معاویہ سے جنگ بندی کا مطالعہ کرتے ہی تو صحیح طبری کی صحیح روایت و الاصابہ و الاستعیاب و اسد الغابہ میں یہی بات ملتی ہے کہ یہ جنگ بندی کا معاہدہ اس شرط پر ہوا تھا کہ امیرِ معاویہ کے بعد خلافت امام حسن علیہ السلام کیطرف پلٹ کر آئیگی.لیکن ان کو زہر دلوا دیا گیا.اب وفاتِ امیرِ معاویہ سے قبل امام حسن علیہ السلام موجود نہیں تھے.لیکن مثیلِ امام حسن علیہ السلام موجود تھے.وہ امام حسین علیہ السلام جو آیتِ تطہیر و آیتِ مباھلہ و آیتِ مؤدت و نسب و دوشِ رسالت(ص) کی سواری و بہشت کی سرداری میں امام حسن علیہ السلام کیساتھ شریک تھے.امیرِ معاویہ نے امام علی علیہ السلام و حسن علیہ السلام کی کسی وجہ سے بیعت نہیں کی.لیکن اب بیس سالہ حکومت کر کے اپنے مقاصد حاصل کر چکے تھے.اور خلافت کو واپس حسن علیہ السلام کی طرف پلٹانے کا عہد بھی کر چکے تھے.اب چاھیئے تو یہ تھا کہ یہ امانت امام حسین علیہ السلام کے سپرد کر دیجاتی.جس سے سابقہ اختلافات کا خاتمہ بھی ہو جاتا اور اھلبیت سے عقیدت کا اظہار بھی ہو جاتا.اور اپنی خطا جسے اجتہادی خطا کہا جاتا ہے اسکا ازالہ بھی ہو جاتا.لیکن معلوم نہیں ایسا سب

کچھ نہ کر کے حکومت کو وراثت کیوں بنایا گیا...................... دوسری اہم بات یہ ہے کہ دفاع صحابہ کے عنوان کے تحت تحریر و تقریر میں یہ بات سمجھائی جاتی ہے اور اسے ایمان کا حصہ بتایا جاتا ہے.کہ غیر صحابی عمر بن عبد العزیز اگرچہ خلیفہ راشد ہی کیوں نہ ہوں لیکن وہ صحابی کے برابر نہیں ہو سکتے.اور میں تو کہتا ہوں کہ بخاری کی حدیث مع حاشیہ پڑھیں جہاں مسلم کا حوالہ بھی درج ہے کہ نبی(ص) نے تو فتح مکہ کے بعد اسلام لانے والے خالد بن ولید جو سیف اللہ کے لقب سے مشہور ہیں انہیں بھی مہاجرین و انصار کے برابر قرار نہیں دیا.اب امیرِ معاویہ کے آخری دور کے حالات دیکھتے ہیں.کیا اس دور میں سابقون الاولون و مہاجرین و انصار و من العشرہ مبشرہ و صاحبانِ بدر و بیعتِ رضوان میں سے کوئی موجود نہیں تھا.اور دوسری طرف یزید بن معاویہ کیا صحابی تھا.اگر نہیں تھا تو پھر امیرِ معاویہ سے یہ سب باتیں کیسے پوشیدہ رہئیں جنکے انکار کرنے کو گستاخِ صحابہ و گمراہ و جہنمی کہا جاتا ہے.امیرِ معاویہ نے کس حیثیت سے ایک تابعی کو اصحابِ باوفا پر مقدم کر دیا .تو معلوم ہوا اصحاب کی تعظیم غیرِ اصحاب پر ماننے سے سب سے پہلا انکار امیرِ معاویہ نے عملاً کیا ہے..اب دفاع صحابہ والے پہلا حکم امیرِ معاویہ پر لگائیں......... تیسری اہم بات یہ ہے.کہ شیعہ اثناء عشریہ میں خلافت نصی ہے اور اهلسنت میں خلافت شورائی ہے.لیکن امیرِ معاویہ نے جو یزید کو حکومت سپرد کی.وہ نہ نصی تھی نہ شورائی...گویا امیرِ معاویہ ان دونوں نظریات سے منحرف تھے.اب جو حکم اس نظریہ سے منحرف پر لگایا جاتا ہے.وہی حکم امیرِ معاویہ پر لگایا جائے...

سلسلة

الأحاديث الصحيحة

وشيء من فقهها وفوائدها

محمد ناصر الدين الألباني

المجلد الرابع

١٥٠١ - ٢٠٠٠

مكتبة المعارف للنشر والتوزيع
لصاحبها سعد بن عبد الرحمن الراشد
الرياض

من أعلام نبوته ﷺ الغيبية

١٧٤٩ - (أَوَّلُ من يُغَيِّرُ سنتي رجلٌ من بني أمَيَّةَ) .

أخرجه ابن أبي عاصم في «الأوائل» (٧/٢) : حدثنا عبيد الله بن معاذ : ثنا أبي : ثنا عوف عن المهاجر أبي مخلد عن أبي العالية عن أبي ذر أنه قال ليزيد بن أبي سفيان : سمعت رسول الله ﷺ ، فذكره .

قلت : وهذا إسناد حسن ، رجاله ثقات رجال الشيخين غير المهاجر وهو ابن مخلد أبو مخلد ، قال ابن معين :

« صالح » . وذكره ابن حبان في «الثقات» . وقال الساجي :

« صدوق » . وقال أبو حاتم :

« لين الحديث ليس بذاك ، وليس بالمتقن ، يكتب حديثه » .

قلت : فمثله لا ينزل حديثه عن مرتبة الحسن . والله أعلم .

ولعل المراد بالحديث تغيير نظام اختيار الخليفة ، وجعله وراثة . والله أعلم .

كتاب مناقب الأنصار — كتاب التفسير ❖ أحاديث: 3776 — 4977

صحیح بُخاری (اُردو)

4

تالیف

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بُخاری رحمہ اللہ

ترجمہ و فوائد

فضیلۃ الشیخ حافظ عبدالستار الحماد حفظہ اللہ

فاضل مدینہ یونیورسٹی

نظر ثانی اور تصحیح و تنقیح

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ

مولانا ابو عبداللہ محمد عبدالجبار حفظہ اللہ

حافظ محمد آصف اقبال حفظہ اللہ

مولانا محمد عثمان منیب حفظہ اللہ

مولانا مختار احمد ضیار حفظہ اللہ

مولانا غلام مرتضیٰ حفظہ اللہ

دار السلام
DARUSSALAM

مراد ہے۔ معنی یہ ہیں: کیا تم جانتے ہو یا تمھیں یہ بات پہنچی ہے کہ جن چیزوں کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو انھوں نے کوئی چیز پیدا کی ہے؟

(١) بَابٌ: ﴿وَٱلَّذِى قَالَ لِوَٰلِدَيْهِ أُفٍّ لَّكُمَآ أَتَعِدَانِنِىٓ أَنْ أُخْرَجَ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿أَسَٰطِيرُ ٱلْأَوَّلِينَ﴾ [١٧]

باب: 1- (ارشاد باری تعالیٰ:) ''اور جس نے اپنے والدین سے کہا: تف ہو تم پر تم مجھے اس بات سے ڈراتے ہو کہ میں دوبارہ زندہ کیا جاؤں گا ...... پہلے لوگوں کی داستانیں ہیں'' کا بیان

٤٨٢٧ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ يُوسُفَ بْنِ مَاهَكَ قَالَ: كَانَ مَرْوَانُ عَلَى الْحِجَازِ - اسْتَعْمَلَهُ مُعَاوِيَةُ - فَخَطَبَ، فَجَعَلَ يَذْكُرُ يَزِيدَ بْنَ مُعَاوِيَةَ لِكَيْ يُبَايَعَ لَهُ بَعْدَ أَبِيهِ، فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ شَيْئًا، فَقَالَ: خُذُوهُ، فَدَخَلَ بَيْتَ عَائِشَةَ فَلَمْ يَقْدِرُوا، فَقَالَ مَرْوَانُ: إِنَّ هٰذَا الَّذِي أَنْزَلَ اللهُ فِيهِ: ﴿وَٱلَّذِى قَالَ لِوَٰلِدَيْهِ أُفٍّ لَّكُمَآ أَتَعِدَانِنِىٓ﴾ فَقَالَتْ عَائِشَةُ مِنْ وَرَاءِ الْحِجَابِ: مَا أَنْزَلَ اللهُ فِينَا شَيْئًا مِنَ الْقُرْآنِ إِلَّا أَنَّ اللهَ أَنْزَلَ عُذْرِي.

[4827] حضرت یوسف بن ماھك سے روایت ہے، انھوں نے کہا: مروان بن حکم کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حجاز کا گورنر بنایا تھا۔ انھوں نے ایک موقع پر خطبہ دیا اور خطبے میں یزید بن معاویہ کا بار بار ذکر کیا تاکہ اس کے والد (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ) کے بعد اس کی بیعت کا راستہ ہموار کیا جائے۔ اس پر حضرت عبدالرحمٰن بن ابو بکر رضی اللہ عنہما نے اعتراض کے طور پر کچھ کہا تو مروان نے کہا: اسے پکڑ لو۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابو بکر رضی اللہ عنہما اپنی ہمشیرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں چلے گئے جس کی وجہ سے لوگ انھیں پکڑ نہ سکے۔ مروان نے کہا: یہ وہی شخص ہے جس کے بارے میں قرآن کریم کی یہ آیت نازل ہوئی تھی: ''اور جس شخص نے اپنے والدین سے کہا: تف ہے تم پر۔ تم مجھے اس بات سے ڈراتے ہو......'' اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پردے کے پیچھے سے فرمایا: ہمارے بارے میں اللہ تعالیٰ نے کوئی آیت نازل نہیں فرمائی، ہاں مجھ پر تہمت سے براءت کی آیات ضرور نازل کی تھیں۔

فائدہ: رافضیوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی وضاحت کو غلط معنوں میں استعمال کیا ہے، چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ ثَانِيَ اثْنَيْنِ سے مراد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نہیں ہیں، انھوں نے انتہائی جہالت وحماقت کا ثبوت دیا ہے کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مطلب یہ تھا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اولاد کے بارے میں میری براءت کے علاوہ اور کوئی آیت نازل نہیں ہوئی، ویسے تو شان صدیق رضی اللہ عنہ کے

صحيح

تاريخ الطبري

الخلافة في عهد الأمويين

للإمام أبي جعفر بن جرير الطبري
(٢٢٤ - ٣١٠ هـ)

حققه وخرج رواياته وعلق عليه
محمد بن طاهر البرزنجي

بإشراف ومراجعة المحقق
محمد صبحي حسن حلاق

راجع فصولاً منه وأبدى ملاحظاته كل من
أ.د عماد الدين خليل و أ.د أكرم ضياء العمري

المجلد الرابع

دار ابن كثير
دمشق - بيروت

= على أتباعنا من الأهل والموالي وكنا نتمكن من ذلك بالخلافة حتى صار ذلك لنا عادة. [ص ح ١٣٤] وانظر [الفتح ١٣/ ٦٩].
وبعد هذا التوضيح يدرك القارىء الكريم أن طلب الحسن لشروط مالية لنفسه لا ضير فيه ولا طعن فيه لعدالته رضي الله عنه وإضافة في التوضيح على كلام ابن حجر نقول:
إن أئمة أهل البيت (في حينه) كانوا من أكثر الناس سخاءً وصلةً لأرحامهم أسوةً بجدهم عليه الصلاة والسلام، (وصلة الأرحام يكون بالمال غالباً)، أضف إلى ذلك فإن الحسن وأباه رضي الله عنهما كانا إمامي عدل وخليفتين للمسلمين وتعود الناس أن يقصدوهم في طلب المال قضاءً لحاجاتهم، وتصور السخاء والإمامة والانتساب إلى النبي وعترته إذا اجتمعوا في رجل سيد كالحسن الذي شهد له جده عليه الصلاة والسلام بالسيادة فكيف يكون قصد الناس إليه وكيف يكون سخاؤه؟ وكم سيكون إنفاقه على الناس؟ وأما على نفسه فالكل يعرف زهد أئمة أهل البيت في حياتهم الخاصة رضي الله عنهم وأرضاهم.
وكذلك أشارت رواية البخاري رحمه الله أن سيدنا الحسن كان حريصاً علىٰ ضمان شروطه.
قال: فمن لي بهذا؟ قالا: نحن لك به، فما سألهما شيئاً إلاّ قالا: نحن لك به فصالحه.
وأما عن مراحل الصلح فقد أجاد الأستاذ غيث كما ذكرنا فليراجع في موضعه من الكتاب القيم [مرويات خلافة معاوية].
ولقد ذكرنا في حينه رواية البخاري في صحيحه عن هذا الصلح (ح ٢٥٥٧) ورواية الحاكم [٣/ ٣١٧] ورواية يعقوب بن سفيان (٣/ ٣١٧) في المعرفة والتاريخ.
وفيما يلي بعض الروايات في الباب.
وأخرج ابن سعد في طبقاته من طريق عبد الله بن بكر (ثقة) حدثنا حاتم بن أبي صغيرة (ثقة) عن عمرو بن دينار (ثقة): (أن معاوية كان يعلم أن الحسن أكره الناس للفتنة فلما توفي علي بعث إلى الحسن فأصلح ما بينه وبينه سراً وأعطاه معاوية عهداً إن حدث به حدث والحسن حيّ ليسمينه وليجعلن الأمر إليه فلما توثق منه الحسن ـ قال ابن جعفر ـ: والله إني لجالس عند الحسن إذ أخذت لأقوم فجذب بثوبي وقال: يا هاهنا اجلس فجلست، فقال: إني قد رأيت رأياً وإني أحب أن تتابعني عليه، قلت: ما هو؟ قال: قد رأيت أن أعمد إلى المدينة فأنزلها وأخلي بين معاوية وبيني هذا الحديث فقد طالت الفتنة وسفكت الدماء وقطعت الأرحام والسبل وعطلت الفروج [يعني الثغور].
قال ابن جعفر: (جزاك الله خيراً عن أمة محمد فأنا معك، فقال: ادع لي الحسين...) الخبر. [الطبقات (١/ ٣٣٠)].
وانظر [سير أعلام النبلاء (٣/ ٢٦٤)] واللفظ هنا من سير أعلام النبلاء. انظر [تهذيب ابن عساكر ٤/ ٢٢٤)].
وهذه الرواية توكيد لرواية البخاري من أن الحسن ومعاوية رضي الله عنهما كانا يرغبان في=

تطلب قيساً أو غيره بتبعة قلت أو كثرت فبعث إليه معاوية حينئذ برق أبيض وقال أكتب ما شئت فيه وأنا ألتزمه.
فاصطلحا على ذلك واشترط عليه الحسن أن يكون له الأمر من بعده فالتزم ذلك كله معاوية فقال له عمرو بن العاص إنهم قد انفل حدهم وانكسرت شوكتهم فقال لهم معاوية أما علمت أنه قد بايعه علياً أربعون ألفاً على الموت فوالله لا يقتلون حتى يقتل أعدادهم من أهل الشام ووالله ما في العيش خير بعد ذلك واصطلحا على ما ذكرنا وكان كما قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "إن الله سيصلح به بين فئتين عظيمتين من المسلمين".
حدثنا عبد الوارث بن سفيان قال حدثنا قاسم بن أصبغ قال حدثنا أحمد بن زهير قال حدثنا هارون بن معروف حدثنا ضمره عن ابن شوذب قال لما قتل علي سار الحسن فيمن معه من أهل الحجاز والعراق وسار معاوية في أهل الشام فالتقوا فكره الحسن القتال وبايع معاوية على أن يجعل العهد للحسن من بعده قال فكان أصحاب الحسن يقولون له يا عار المؤمنين فيقول العار خير من النار.
حدثنا خلف بن قاسم قال حدثنا عبد الله بن عمر بن إسحاق بن معمر قال حدثنا أحمد بن محمد بن الحجاج بن رشدين قال حدثني عمرو إبن خالد مراراً قال حدثني زهير بن معاوية الجعفي قال حدثني أبو روق الهمداني أن أبا الغريف حدثهم قال كنا في مقدمة الحسن بن علي إثني عشر ألفاً بمسكن مستميتين تقطر أسيافنا من الجد والحرص على قتال أهل الشام وعلينا أبو العمر طه فلما جاءنا صلح الحسن بن علي كأنما كسرت ظهورنا من الغيظ والحزن فلما جاء الحسن الكوفة أتاه شيخ منا يكنى أبا عامر سفيان بن ليلى فقال السلام عليك يا مذل المؤمنين فقال لا تقل يا أبا عامر فإني لم أذل المؤمنين ولكني كرهت أن أقتلهم في طلب الملك.

وحدثنا خلف حدثنا عبد الله حدثنا أحمد حدثنا يحيى بن سليمان حدثني الحسن بن زياد حدثني أبو معشر عن شرحبيل بن سعد قال مكث الحسن بن علي نحواً من ثمانية أشهر لا يسلم الأمر إلى معاوية وحج بالناس تلك السنة سنة أربعين المغيرة بن شعبة من غير أن يؤمره أحد وكان بالطائف قال وسلم الأمر الحسن إلى معاوية في النصف من جمادى الأولى من سنة إحدى وأربعين فبايع الناس معاوية حينئذ ومعاوية يومئذ إن ست وستين إلا شهرين.
قال أبو عمر رضي الله عنه هذا أصح ما قيل في تاريخ عام الجماعة وعليه أكثر أهل هذه الصناعة من أهل السير والعلم بالخبر وكل من قال إن الجماعة كانت سنة أربعين فقد وهن و لم يقل بعلم والله أعلم.
و لم يختلفوا أن المغيرة حج عام أربعين على ما ذكر أبو معشر ولو كان الاجتماع على معاوية قبل ذلك لم يكن كذلك والله أعلم.
ولا خلاف بين العلماء أن الحسن إنما سلم الخلافة لمعاوية حياته لا غير ثم تكون له من بعده وعلى ذلك انعقد بينهما ما انعقد في ذلك ورأى الحسن ذلك خيراً من إراقة الدماء في طلبها وإن كان عند نفسه أحق بها.
حدثنا خلف حدثنا عبد الله حدثنا أحمد قال حدثنا أحمد بن صالح ويحيى بن سليمان وحرملة بن يحيى ويونس بن عبد الأعلى قالوا حدثنا ابن وهب قال أخبرني يوسف بن يزيد عن إبن شهاب قال لما دخل معاوية الكوفة حين سلم الأمر إليه الحسن بن علي كلم عمرو بن العاص معاوية أن يأمر الحسن بن علي فيخطب الناس فكره ذلك معاوية وقال لا حاجة بنا إلى ذلك قال عمرو ولكني أريد ذلك ليبدو عيه فإنه لا يدري هذه الأمور ما هي لم يزل بمعاوية حتى أمر الحسن أن يخطب وقال له قم يا حسن وكلم الناس فيما جرى بيننا.
فقام الحسن فتشهد وحمد الله وأثنى عليه ثم قال في بديهته أما بعد أيها الناس فإن الله هداكم بأولنا وحقن دماءكم بآخرنا وإن لهذا الأمر مدة والدنيا دول وإن الله عز وجل يقول: "وإن أدري أقريب أم بعيد ما توعدون أنه يعلم الجهر من القول ويعلم ما تكتمون إن أدري لعله فتنة لكم ومتاع إلى حين". الأنبياء: 109: 111. فلما قالها قال له معاوية اجلس فجلس ثم قام معاوية فخطب الناس ثم قال لعمرو هذا من رأيك.
وأخبرنا خلف حدثنا عبد الله حدثنا أحمد قال حدثني يحيى بن سليمان قال حدثني عبد الله الأجلح أنه سمع المجالد من سعيد يذكر عن الشعبي قال لما جرى الصلح بين الحسن بن علي ومعاوية قال له معاوية قم فاخطب الناس واذكر ما كنت فيه.

سلیس با محاورہ، جدید ترجمہ اور حواشی کے ساتھ

آٹھ ہزار صحابہ کرامؓ کا بے مثال انسائیکلوپیڈیا

اُسد الغابۃ
فی
معرفۃ الصحابۃ

حصہ سوم

مصنف

عز الدین بن الاثیر ابی الحسن علی بن محمد الجزری رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ

مولانا محمد عبد الشکور فاروقی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ

تسہیل، ترتیب و ترجمہ جدید

مولانا مفتی نور الاسلام حقانی
فاضل دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

مولانا محمد احمد
فاضل وفاق المدارس
فاضل جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد

حافظ قاری اعجاز احمد اعجاز
فاضل وفاق المدارس العربیہ پاکستان

مقدمہ

طالب الہاشمی

المیزان ناشران و تاجران کتب

الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور پاکستان

کرنے والے اور ان سے زیادہ محبت رکھنے والے تھے۔ حضرت حسن تقریباً سات مہینہ عراق اور اس کے ماسوا یعنی خراسان و حجاز یمن وغیرہ کے خلیفہ رہے۔ پھر حضرت معاویہؓ شام سے اُن کی طرف چلے اور یہ حضرت معاویہؓ کی طرف چلے جب دونوں لشکر مل گئے میں آ گئے تو حضرت حسن نے خیال فرمایا کہ ایک کو دوسرے پر فتح نہیں مل سکتی جب تک کہ دوسرے لشکر کا اکثر حصہ مقتول نہ ہو جائے لہٰذا انھوں نے حضرت معاویہ کو پیغام دیا کہ میں تمہیں خلافت دیئے دیتا ہوں لیکن اس شرط پر کہ تمھارے بعد پھر میں خلیفہ کیا جاؤں اور اس شرط پر کہ اہل مدینہ اور اہل حجاز و عراق سے اُن چیزوں کو طلب نہ کرنا جو میرے والد کے وقت میں انھیں مل چکی ہیں اس کے علاوہ اور قواعد بھی تھے۔ حضرت معاویہ نے ان کی درخواست منظور کر لی اور وہ معجزہ نبویہ ظاہر ہوا جو حضرت نے فرمایا تھا کہ میرا یہ سردار ہے اللہ اس کے ذریعہ سے مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کرا دے گا۔ اس سے بڑھ کر اور کیا بزرگی ہوگی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سردار فرمایا؟

ہمیں ابو محمد یعنی قاسم ابن علی بن حسن دمشقی نے اجازۃً خبر دی وہ کہتے تھے مجھ سے میرے والد نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہمیں ابو السعود نے خبر دی وہ کہتے تھے ہم سے احمد بن محمد بن مجلی نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہمیں محمد بن محمد بن احمد عکبری نے خبر دی وہ کہتے تھے ہمیں محمد بن احمد بن خاقان نے خبر دی وہ کہتے تھے ہمیں ابو بکر ابن درید نے خبر دی وہ کہتے تھے کہ حضرت حسن اپنے والد امیر المومنین (علی مرتضیٰ) کی وفات کے بعد (خطبہ پڑھنے) کھڑے ہوئے اور اللہ عزوجل کی حمد کے بعد فرمایا ہمیں اہل شام (کی لڑائی) سے کسی شک یا ندامت نے نہیں روکا بلکہ ہم اہل شام سے سلامتی اور صبر کے ساتھ لڑتے تھے مگر اب عداوت کی وجہ سے سلامتی جاتی رہی اور جزع کی سبب سے صبر چلا گیا جب جنگ صفین کی طرف تم بلائے جاتے تھے تو اس وقت تمھارا دین دنیا سے مقدم تھا مگر اب تمہاری دنیا تمھارے دین سے مقدم ہو گئی ہے آگاہ رہو ہم تو اب بھی تمھارے لیے ویسے ہی ہیں جیسے تھے مگر تم ہمارے لیے ویسے نہیں رہے جیسے تھے اس وقت دو قسم کے لوگ تمہارے مقتول ہو چکے ہیں کچھ تو صفین میں مقتول ہو چکے ہیں جن کے لیے روتے رہے ہو اور کچھ لوگ نہرواں میں مقتول ہوئے ہیں جن کا انتقام تم طلب کر رہے ہو جو لوگ باقی رہ گئے ہیں وہ ناکام ہیں اور جو رونے والے ہیں وہ پریشان ہیں سنو معاویہ نے ہمیں ایک ایسی بات کی طرف بلایا ہے جس میں نہ عزت ہے نہ انصاف۔ پس اگر تم موت کے خواہشمند ہو تو ہم معاویہ کی بات نامنظور کر دیں اور اللہ عزوجل کے سامنے تلوار کی باڑھ سے فیصلہ کریں اور اگر تم زندگی کے خواہاں ہو تو ہم معاویہ کی بات مان لیں اور جس بات پر تم راضی ہو اُسی کو اختیار کریں تو سب لوگوں نے ہر طرف سے انھیں آواز دی کہ ہم باقی رہنے کے خواہشمند ہیں جب سب نے متفق ہو کر یہی بات کہی تو حضرت حسن نے صلح منظور کر لی۔

ہمیں ابراہیم بن محمد بن مہران فقیہ اور کئی لوگوں نے خبر دی وہ اپنی سند سے ابو عیسیٰ ترمذی سے روایت کرتے تھے کہ انھوں نے کہا ہم سے محمود بن غیلان نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہمیں ابو داؤد طیالسی نے خبر دی وہ کہتے تھے ہمیں قاسم بن فضل حرانی (حدانی) نے یوسف بن سعد سے روایت کر کے خبر دی کہ وہ کہتے تھے ایک شخص حضرت حسن بن علی کے سامنے کھڑا ہوا جبکہ انھوں نے حضرت معاویہ سے بیعت کر لی اُس شخص نے کہا کہ تم نے مومنوں کے منہ میں کالک لگا دی یا یہ کہا کہ اے مومنوں کے روسیاہ کرنے والے حضرت حسن نے فرمایا کہ اللہ تجھ پر رحم کرے مجھے طعنہ نہ دے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو (خواب میں) دکھایا گیا تھا کہ بنی امیہ آپ کے منبر پر کھڑے ہیں یہ بات آپ کو بہت ناگوار ہوئی اُس وقت یہ آیت نازل ہوئی:

﴿إِنَّآ أَنزَلْنَـٰهُ فِى لَيْلَةِ ٱلْقَدْرِ ۝ وَمَآ أَدْرَىٰكَ مَا لَيْلَةُ ٱلْقَدْرِ ۝ لَيْلَةُ ٱلْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ

الاصابہ فی تمییز الصحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین (اردو)

(صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا انسائیکلوپیڈیا)

جلد ۱

تالیف
حافظ علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم
مولانا محمد عامر شہزاد علوی

مکتبہ رحمانیہ
اقرأ سنٹر، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور
MAKTABA-E-REHMANIA

ایسا تحفہ دوں گا جو نہ آپ سے پہلے کسی کو دیا اور نہ آپ کے بعد کسی کو دوں گا، پھر انہیں چار لاکھ دینار دیے۔ ابن ابی خیثمہ فرماتے ہیں: ہارون بن معروف نے ہمیں بحوالہ ضمرہ، ابن شوذب سے نقل کر کے بتایا کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے تو حضرت حسن اہل عراق کے ساتھ اور امیر معاویہ اہل شام کے ساتھ روانہ ہوئے۔ دونوں لشکر آمنے سامنے ہو گئے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے جنگ کو مناسب نہ سمجھا اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اس شرط کے ساتھ بیعت کر لی کہ وہ اپنے بعد انہیں ولی عہد بنائیں گے۔ بعد میں حضرت حسن کے ساتھی آپ کو کہتے امیر المومنین کے لیے عار! فرماتے عار نار (جہنم) سے بہتر ہے۔

ابن سعد بطریق مجالد شعبی وغیرہ سے نقل کرتے ہیں کہ اہل عراق نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد حسن بن علی سے بیعت کی۔ اور اہل شام کی جانب چل پڑے آپ کے لشکر کے آگے قیس بن سعد بارہ ہزار کی نفری میں تھے ان لوگوں کو لشکر کے پولیس والے کہا جاتا تھا۔ قیس، انبار کے ایک علاقہ میں اترے جبکہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے مدائن میں پڑاؤ کیا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے لشکر میں ایک منادی نے اعلان کیا کہ قیس بن سعد قتل ہو گئے ہیں تو حضرت حسن کے لشکر میں لوٹ کھسوٹ شروع ہو گئی حتیٰ کہ بنی اسد کے ایک کم بخت نے آپ کو خنجر سے زخمی بھی کر دیا آپ کے خیمے میں بھی لوٹ ماری پہنچ گئے۔ آپ نے عمرو بن سلمہ ارجی کو بلایا اور انہیں امیر معاویہ کے پاس شرائط طے کرنے کے لیے روانہ فرمایا۔ ادھر سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمٰن بن سمرہ اور عبداللہ بن عامر کو بھیجا جنہوں نے حضرت حسن کو حسبِ مراد چیزیں عطا کیں۔ پھر امیر معاویہ ان کے لیے منبج سے مسکن کی طرف آئے دونوں کوفہ میں داخل ہوئے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ محل میں اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نخیلہ میں اترے۔ حضرت معاویہ نے ان کے لئے ہر ماہ دس لاکھ درہم جاری کیے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ اس کے بعد دس ماہ زندہ رہے۔

ابن سعد لکھتے ہیں: عبداللہ بن سہمی، حاتم بن ابی صغیرہ، ان کے سلسلۂ سند میں عمرو بن دینار سے مروی ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ جانتے تھے کہ حسن رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ فتنے کو ناپسند کرتے ہیں، ان سے خط و کتابت کی اور آپس میں صلح کر لی اور یہ معاہدہ کر لیا کہ اگر حسن کے جیتے جی معاویہ فوت ہو گئے تو انہیں ولی عہد بنائیں گے۔ فرماتے ہیں: عبداللہ بن جعفر نے کہا: حضرت حسن نے فرمایا: میری ایک رائے ہے اگر اس سلسلہ میں میری بات مانو تو کہوں؟ میں نے عرض کیا: فرمایئے! فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ مدینہ فروکش ہو کر حکومت معاویہ رضی اللہ عنہ کو سونپ دوں، کیونکہ فتنہ کافی طویل ہو گیا جس کی وجہ سے خونریزیاں ہوئیں اور رہزنیاں ہوئیں۔ فرماتے ہیں: میں نے ان سے کہا: اللہ تعالیٰ آپ کو امتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں جزائے خیر عطا فرمائے پھر انہوں نے حضرت حسین کی طرف پیام بھیجا اور ان سے اس کا ذکر کیا وہ فرمانے لگے: میں تمہیں اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں (کہ تم ایسا کام کرو) خیر کئی بار کے اصرار سے وہ راضی ہو گئے۔

یعقوب بن سفیان فرماتے ہیں: ہمیں سعید بن منصور نے بحوالہ عون بن موسیٰ بتایا کہ میں نے ھلال بن خباب سے سنا: کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے مدائن کے اس محل میں اہل عراق کے سرداروں کو جمع کیا اور ان سے فرمایا: کہ تم نے مجھ سے اس بات پر بیعت کی ہے کہ جس سے میں صلح کروں تم بھی اس سے صلح کرو گے اور جس سے میں جنگ کروں گا تم بھی اس سے لڑو گے سو میں نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے بیعت کر لی ہے تم لوگ ان کی بات سنو اور ان کا کہا مانو! واقدی [1] فرماتے ہیں: ہمیں داؤد بن سنان سے بحوالہ

---

[1] اسد الغابة (۱۷/۲ ـ ۱۸)

مَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا

صحیح بخاری

جلد پنجم

امیر المومنین فی الحدیث سید الفقہاء

حضرت الامام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ وتشریح

حضرت مولانا محمد داؤد راز رحمۃ اللہ علیہ

نظر ثانی

حضرت العلام مولانا عبدالسلام بستوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت العلام مولانا ابو محمد عبدالجبار سلفی رحمۃ اللہ علیہ

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

: مَا هِيَ بِأَوَّلِ بَرَكَتِكُمْ يَا آلَ أَبِي بَكْرٍ فَقَالَتْ عَائِشَةُ : فَبَعَثْنَا الْبَعِيْرَ الَّذِيْ كُنْتُ عَلَيْهِ فَوَجَدْنَا الْعِقْدَ تَحْتَهُ)).

[راجع: ٣٣٤]

تمہاری کوئی پہلی برکت نہیں ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر ہم نے جب اس اونٹ کو اٹھایا جس پر میں سوار تھی تو ہار اسی کے نیچے ہمیں ملا۔

تشریح گم ہونے والا ہار حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا تھا' اس لئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اور بھی زیادہ فکر ہوا' بعد میں اللہ تعالیٰ نے اسے ملا دیا۔ حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کے قول کا مطلب یہ ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اولاد کی وجہ سے مسلمانوں کو ہمیشہ فوائد و برکات ملتے رہے ہیں۔ یہ حدیث کتاب التیمم میں بھی مذکور ہو چکی ہے۔ یہاں پر اس کے لانے سے یہ غرض ہے کہ اس حدیث سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خاندان کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ اسید رضی اللہ عنہ نے کہا۔ ماھی باول برکتکم یا آل ابی بکر۔

٣٦٧٣- حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الأَعْمَشِ قَالَ : سَمِعْتُ ذَكْوَانَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لاَ تَسُبُّوا أَصْحَابِي، فَلَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ أَحَدِهِمْ وَلاَ نَصِيْفَهُ)). تَابَعَهُ جَرِيْرٌ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ دَاوُدَ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ وَمُحَاضِرٌ عَنِ الأَعْمَشِ.

(٣٦٧٣) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے اعمش نے بیان کیا' کہا میں نے ذکوان سے سنا اور ان سے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میرے اصحاب کو برا بھلا مت کہو۔ اگر کوئی شخص احد پہاڑ کے برابر بھی سونا (اللہ کی راہ میں) خرچ کر ڈالے تو ان کے ایک مد غلہ کے برابر بھی نہیں ہو سکتا اور نہ ان کے آدھے مد کے برابر۔ شعبہ کے ساتھ اس حدیث کو جریر' عبداللہ بن داؤد' ابو معاویہ اور محاضر نے بھی اعمش سے روایت کیا ہے۔

تشریح اس سے عام طور پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فضیلت ثابت ہوتی ہے یہ وہ بزرگان اسلام ہیں۔ جن کو دیدار رسالت پناہ ﷺ نصیب ہوا۔ اس لئے ان کی عنداللہ بڑی اہمیت ہے۔ جریر رضی اللہ عنہ کی روایت کو امام مسلم نے اور محاضر کی روایت کو ابوالفتح نے اپنے فوائد میں اور عبداللہ بن داؤد کی روایت کو مسدد نے اور ابومعاویہ کی روایت کو امام احمد نے وصل کیا ہے۔ خدمت اسلام میں صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین کی مالی قربانیوں کو اس لئے فضیلت حاصل ہے کہ انہوں نے ایسے وقت میں خرچ کیا جب سخت ضرورت تھی' کافروں کا غلبہ تھا اور مسلمان محتاج تھے۔ مقصود مہاجرین اولین اور انصار کی فضیلت بیان کرنا ہے۔ ان میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی تھے' لہٰذا باب کی مطابقت حاصل ہو گئی۔ یہ حدیث آپ نے اس وقت فرمائی جب خالد بن ولید اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما میں کچھ تکرار ہوئی۔ خالد نے عبدالرحمٰن کو کچھ سخت کہا۔ آپ نے خالدؓ کو مخاطب کر کے یہ فرمایا۔ بعض نے کہا کہ یہ خطاب ان لوگوں کی طرف ہے جو صحابہ کے بعد پیدا ہوں گے۔ ان کو موجودہ فرض کر کے ان کی طرف خطاب کیا۔ مگر یہ قول صحیح نہیں ہے کیونکہ خالد رضی اللہ عنہ کی طرف خطاب کر کے آپ نے یہ حدیث فرمائی تھی اور خالد رضی اللہ عنہ خود صحابہ میں سے ہیں۔

٣٦٧٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِسْكِيْنٍ أَبُو الْحَسَنِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ شَرِيْكِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ عَنْ

(٣٦٧٤) ہم سے ابوالحسن محمد بن مسکین نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ بن حسان نے بیان کیا' کہا ہم سے سلیمان نے بیان کیا' ان سے شریک بن ابی نمر نے' ان سے سعید بن مسیب نے بیان کیا' کہا مجھ کو